صدق المسیح

مرتبہ

مولوی باسط رسول صاحب ڈار

مدرس جامعہ احمدیہ قادیان

نام کتاب : صدق المسیح
مرتبہ : مولوی باسط رسول ڈار مدرس جامعہ احمدیہ قادیان
طبع اول : 2010ء
حالیہ طباعت : 2013ء
تعداد : 1000
مطبع : فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان
ناشر : نظارت نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان ،
ضلع گورداسپور، پنجاب، انڈیا-143516

ISBN : 978-81-7912-270-9

Sidqul Masih

By:

Basit Rasool Dar

Prof. Jamia Ahmadiyya Qadian

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا:

لا نبقی لک من المخزیات شیئاً

یعنی ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔(تذکرہ صفحہ 406 مطبوعہ 2006 قادیان)

شروع سے ہی معاندین ومخالفین احمدیت کی طرف سے جماعت احمدیہ پر گھسے پٹے اور دلآزار اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔لیکن مخالفین احمدیّت پر افسوس اس بات کا آتا ہے کہ وہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہرائی سے مطالعہ کئے بغیر بلکہ مخالفین احمدیّت کی کتب کا ہی مطالعہ کر کے جماعت احمدیہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کتب لکھنے کی گستاخی کرتے ہیں۔مخالفین احمدیت کی جس قدر بھی کتب کا مطالعہ کیا جائے ان میں ایک ہی طرح کے اعتراضات دکھائی دیتے ہیں صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ طرز بیان کچھ مختلف ہوتا ہے۔لیکن جماعت احمدیہ ہمیشہ خدمت اسلام بجا لاتے ہوئے اعتراضات کے جواب دیتی رہی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ جوابات اپنے اندر دلائل اور سچائی کا ناقابل ردّ ٹھوس علمی مواد رکھتے ہیں۔اس لئے آج تک اُن جوابات کے ردّ کی استطاعت کسی کو نہیں ملی۔

مفتی نذیر احمد قاسمی کی طرف سے اس قسم کے اعتراضات پر مشتمل ایک فولڈر بانڈی پورہ کشمیر سے شائع ہوا جس کا عنوان ’’مرزا قادیانی کے جھوٹ‘‘ رکھا گیا۔اس کو پڑھ کر معلوم

ہوتا ہے کہ موصوف جماعت احمدیہ سے تو بالکل واقف نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات سے بھی نابلد لگتے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے جھوٹ بول کر کم عقلی کا ثبوت نہ دیتے۔ مکرم مولوی باسط رسول ڈار صاحب نے ان کے کذب کی قلعی کھولی ہے اور ''صدق المسیح'' کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا ہے۔ یہ کتابچہ 2010 میں پہلی مرتبہ مفتی نذیر احمد کے فولڈر کے جواب میں شائع کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ اس رسالہ کو نظارت نشرواشاعت قادیان شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو متلاشیان حق کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خاکسار

حافظ مخدوم شریف

ناظر نشرواشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ربّ انفُخْ روح بَرکَۃٍ فِیْ کَلَامِیْ ھٰذا وَاجْعَلْ أَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِی اِلَیْہِ.

بعد ھذا واضح ہو کہ اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت یہ پیش آئی ہے کہ محترم مفتی نذیر احمد قاسمی نے ایک فولڈر ''مرزا قادیانی کے جھوٹ'' کے عنوان سے دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ سے شائع کرایا ہے جسمیں مولوی صاحب موصوف نے حضرت بانیٔ جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی طرف نو عدد جھوٹ منسوب کئے ہیں اور نہایت ہی جھوٹی زبان استعمال کرتے ہوئے لغو اور گھناؤنے الزامات لگائے ہیں اور احمدیوں کے خلاف معصوم مسلمانوں کو اُکسایا ہے تا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بہانے جذبات میں آ کر ملک میں فساد برپا کریں۔ نتیجۃً بعض مساجد میں جہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر، تسبیح وتحمید ہونا چاہئے تھا۔ اسلامی روایات کے خلاف وہاں پر جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ مفتی صاحب کا یہ غیر اسلامی جہاد لگاتار جاری ہے۔

ایسے شر پسند علماء کے بارہ میں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ملاحظہ ہو۔ فرمایا:

''یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ. مَسَاجِدُ ھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَآءُ ھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِ ھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ.'' (مشکوٰۃ کتاب العلم صفحہ:۳۸)

ترجمہ:-لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائیگا اور قرآن کریم کی صرف عبارت باقی رہ جائیگی مسجدیں ان کی بڑی عالیشان اور آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انہی میں سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں واپس لوٹیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کی روشنی میں امت کے معصومین کو فساد کے لئے اکسانا اور اس گالی گلوچ کا انجام کیا ہوگا اس کا فیصلہ قارئین از خود کریں اسلام کے مشاہیر نے علماء سوء کی اس خستہ حالی کو دیکھ کر اپنے دکھی جذبات کا اظہار اپنی تحریرات میں کیا ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء میں مولانا الطاف حسین حالیؔ اپنے منظوم کلام میں یوں اس حالت زار کا ذکر کرتے ہیں:-

رہا دین باقی نہ اسلام باقی ☆ اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ایک عالم دین عرب شاعر محمد رضا شبیبی اپنی نہایت فکر انگیز نظم "روح پیغمبر" کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔اردو ترجمہ پیش ہے:-

"اگر احمد مجتبیٰؐ کی روح مبارک عالم بالا سے ہمارے پاس تشریف لے آئے یا ہمیں جھانک کر دیکھ لے تو معلوم نہیں کہ ہمارے متعلق کیا رائے قائم کرے۔میرا غالب گمان ہے کہ اگر محمدؐ آج ہمارے پاس تشریف لے آئیں تو آپؐ کو آج ہماری قوم کے ہاتھوں اسی طرح کے مصائب اور اعراض اور انکار حق کا سامنا کرنا پڑیگا جس طرح آپکو اہل مکہ کا سامنا کرنا پڑا۔کیونکہ جس نور حق کو لیکر آپ مبعوث ہوئے تھے اُس سے اسی طرح ہم رُوگردانی اختیار کر چکے ہیں جس طرح قریش نے اُس سے منہ پھیرا تھا۔اور گمراہی کے گڑھے میں جا گرے تھے اور پھر آپ یقیناً یہ فیصلہ کریں گے کہ لوگ جس ڈگر پر چل رہے

ہیں یہ میرا بتایا ہوا راستہ نہیں ہے اور آخری زمانہ کے لوگوں نے جس مذہب کا طوق اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے وہ میرا مذہب نہیں ہوسکتا۔

(دیوان الشبیبی صفحہ:۱۰۷)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کے مسلمانوں کے متعلق حدیث شریف میں فرمایا کہ:-

"لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْد وَالنَّصَارىٰ قَالَ فَمَنْ؟"

(مسلم جلد نمبر۲ کتاب العلم و مشکوٰۃ کتاب الفتن و اَشْرَ اطُ الساعہ)

یعنی اے مسلمانو! تم لوگ پہلی قوموں کے نقشِ قدم پر چلو گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے مشابہ ہوتی ہے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح تم ان کے نقشِ قدم پر چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے (یعنی بُرے کاموں میں غیر شعوری طور سے ان کی پیروی کرو گے) صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہؐ پہلی قوموں کے طریقوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں فرمایا اور کون؟

مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آنیوالے مصلح کی پیشگوئی مسیح موعود کے نام سے کرنے میں یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے یہود اور نصاریٰ کے مانند ہو جانے پر ان کی اصلاح کے لئے جس مصلح کی آمد کی پیشگوئی فرمائی اس آنیوالے کو مسیح موعود کے نام سے موسوم فرمایا۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یہود میں ان کے بگڑنے کے تیرہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے یہود کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تیرہ سو سال

بعد امت محمدیہ میں بھی ایک مسیح کے مبعوث ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا جس نے امت مسلمہ کی اصلاح کرنی تھی جس کا دوسرا نام بمنشاء حدیث مبارک ''لَا الْـمَهْـدِيُّ اِلَّا عِيْسٰـى '' مہدی بھی رکھا گیا ہے۔ظاہر ہونے والے اس موعود کے بارہ میں بارھویں صدی ہجری کے مجدّد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر صاف طور پر فرمایا:

عَلَّـمَنِـىْ رَبِّـيْ جَلَّ جَلَالُهٗ اَنَّ الْقِيٰمَةَ قَدِ اقْتَرَبَتْ وَالْمَهْدِيُّ تَهَيُّئًا لِلْخُرُوْجِ. (تفهيمات ربّانيه جلد ۲ صفحه: ۱۲۳)

یعنی میرے عظمت والے رب نے مجھے بتایا کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو تیار ہے۔

قارئین کرام! اللہ تبارک تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح ومہدی کے منصب پر فائز فرما کر مبعوث فرمایا جیسا کہ الٰہی نوشتوں سے ظاہر تھا۔ یہودیوں کے ہم شکل علماءسوء جو اپنے اندر فقیہوں اور فریسیوں کی مشابہت پیدا کر چکے ہیں۔خدائی منشاء سے مبعوث ہونے والے امام الزمان کی مخالفت کرتے ہیں۔ان کی یہ مخالفت بھی دراصل آپ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

چنانچہ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی کیا ہی سچ فرماتے ہیں:-

''لَا يَبْلُغُ اَحَدٌ دَرَجَ الْحَقِيْقَةِ حَتّٰى يَشْهَدَ فِيْهِ اَلْفُ صِدِّيْقٍ بِاَنَّهٗ زِنْدِيْقٌ.'' (اَلْيَوَاقِيْتُ والجواهر جزء ۱ صفحه: ۲۵)

یعنی کوئی شخص حقیقت کے درجات تک نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ بڑے بڑے صدیق کہلانے والے ہزار آدمی اُسے کافر و بے ایمان قرار نہ دیں۔

پس نبی کی مخالفت اسکے کذب کی نہیں بلکہ صدق کی دلیل ہوتی ہے۔اور پھر اسکی کامیابی اسکی سچائی کا واضح نشان بن جاتی ہے۔اور ہر عقلمند کے لئے عیاں ہو جاتا ہے کہ اسکے مخالف ہی غلط کار تھے۔

اسی لئے بزرگان اسلام نے صاف طور پر فرمایا تھا کہ جب امام مہدی مبعوث ہوں گے تو ظاہر پرست علماء ان کی مخالفت کریں گے۔ چنانچہ شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''وَاِذَا خَرَجَ هٰذَا الْاِمَامُ الْمَهْدِيُّ فَلَيْسَ لَهٗ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِلَّا الْفُقَهَآءُ خَاصَّةً فَاِنَّهٗ لَا يَبْقٰى لَهُمْ رِيَاسَةٌ وَلَا تَمِيْزٌ عَنِ الْعَامَّةِ.

(فتوحات مکیۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۷۴)

کہ جب امام مہدی آئیں گے تو اُن کے کھلے دشمن اس زمانے کے علماء و فقہاء ہوں گے کیونکہ ان کی سرداری اور تمیز ختم ہو جائیگی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اُس زمانہ کے علماء نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت کا مقابلہ کیا اسکا انجام کیا ہوا۔ قارئین جماعت اسلامی کے سرگرم رکن مولوی عبد الرحیم صاحب اشرف کے اس اعتراف کو گوش گذار کریں۔ موصوف لکھتے ہیں:-

''ہمارے واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوگئی ہے۔ مرزا صاحب کے مقابلہ پر جن لوگوں نے کام کیا ان میں اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیت رکھتے تھے۔ جیسے نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا عبد الجبار غزنوی، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر لیکن ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام تر کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا۔ (المنبر لائلپور، ۲۳ رفروری ۵۶ء)

قارئین کرام! اب آج کے دور میں مولوی مفتی نذیر احمد قاسمی صاحب اپنے بزرگان کے نقش قدم پر قدم مارتے ہوئے جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کمر بستہ ہیں اور ایک کتابچہ مرزا قادیانی کے جھوٹ کے نام سے شائع کرتے ہوئے حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے قول پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور جو لغو اور جھوٹے الزامات مولوی صاحب موصوف نے اپنے اس کتابچہ میں تحریر کئے ہیں اگر چہ ان کے سابقہ علماء نے جنکو پہاڑوں جیسی شخصیت حاصل تھی انہوں نے بھی ایسے ہی بودہ اعتراضات کئے تھے اور علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اگر چہ ان اعتراضاتِ فرسودہ کا جواب دے بھی دیا ہے اور جماعت کے لٹریچر میں وہ جوابات موجود ہیں۔ لیکن کسی نے کیا خوب کہا ہے:

''دروغگو را حافظہ نباشد''

اب اس مختصر سی تمہید کے بعد اُن نو عدد جھوٹ کی حقیقت تحریر ہے اس امید کے ساتھ اور دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین۔

پہلا جھوٹ

سوال::

''مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرتؐ وہی ایک یتیم لڑکا ہے جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔''

(پیغامِ صُلح صفحہ:۲۷،روحانی خزائن جلد ۲۳،صفحہ:۴۶۵)

مرزا قادیانی نے کہا کہ آنحضرتؐ کا باپ پیدائش کے بعد فوت ہوا...حالانکہ ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:-سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے ثبوت میں تحریر ہے کہ آج سے تقریباً چار صدیاں قبل مصر کے مشہور و معروف مؤرخِ اسلام علی بن ابراہیم ۱۰۴۴-۹۷۵ھ نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ''سیرت حلبیہ'' کے نام سے چار جلدوں میں تصنیف فرمائی جس کا ترجمہ مولانا قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند نے کیا ہے اُس میں تحریر ہے کہ:-

''ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپؐ کی عمر اسوقت دو ماہ ہو چکی تھی اور آپ پالنے میں تھے جب آپکے والد کا انتقال ہوا علامہ سہیلی نے روض الانف میں لکھا ہے کہ اس قول پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔'' (سیرت حلبیہ اردو جلد اوّل صفحہ:۱۰۷ اشائع کردہ کتب خانہ قاسمی دیوبند)

قارئین کرام! حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی تحریر تو مذکورہ حوالہ کے مطابق ہے آپ ہی فیصلہ کریں اسمیں جھوٹا کون ہے؟ اگر مفتی نذیر احمد قاسمی جھوٹے نہیں ہیں تو پھر کیا

نعوذ باللہ مشہور ومعروف مورخ اسلام علی بن ابراہیم جھوٹے ہیں جن کے حوالہ سے حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔قارئین فیصلہ کریں۔

البتہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل آپ کے والد کی وفات کا ذکر آتا ہے۔ پس مفتی نذیر احمد صاحب کو اگر سیرتِ حلبیہ کا حوالہ معلوم نہ تھا تو یہ اُن کی اپنی کم علمی پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حضرت مرزا صاحب کے جھوٹ پر!!

دوسرا جھوٹ

مفتی نذیر احمد قاسمی اپنے فولڈر میں لکھتے ہیں:

''مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ تاریخ دان جانتے ہیں کہ آنخضورؐ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے اور سب کے سب فوت ہو گئے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۶ روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ: ۲۹۹) یہ خالص جھوٹ ہے آج تک کسی ایک مؤرخ نے کہیں نہیں لکھا کہ آنخضرتؐ کے گیارہ لڑکے پیدا ہوئے مرزا قادیانی کے اس جھوٹ بلکہ سفید جھوٹ کے متعلق ہر مسلمان کو حق ہے کہ ہر مرزائی سے پوچھے کہ تمہارے مرزا نے یہ کیا لکھا ہے اور کیوں لکھا ہے۔''

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:- قارئین کرام! حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کی وہ عبارت ذیل میں درج کر رہا ہوں جس پر کور باطن مفتی نے بلا تحقیق بغض وعناد کا اظہار کرتے ہوئے اعتراض کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں'' آپ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو گیارہ بچوں کے فوت ہونے پر بھی صبر کرنے والے ہیں۔''

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ: ۴۱۹)

ظاہر ہے کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے آنخضرتؐ کی مجموعی اولاد صاحبزادے اور صاحبزادیوں کے لئے بچوں کا لفظ استعمال کیا ہے اور تاریخ اسلام سے ایسا ہی ثابت ہے چنانچہ علامہ شبلی نعمانی صاحب اور جناب علامہ سید سلیمان ندوی صاحب نے اپنی معروف تصنیف سیرۃ النبی حصہ دوم میں تحریر فرمایا:

''آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی تعداد میں سخت اختلاف ہے...

اس بارہ میں تمام اقوال جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بارہ (۱۲) اولادیں تھیں۔

(سیرۃ النبی حصہ دوم صفحہ: ۲۴۹ شائع کردہ مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور)

چنانچہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ حضورؐ کے ہاں گیارہ لڑکے ہوئے تھے یا نہیں ایک روایت تاریخ الخمیس صفحہ: ۳۰۸-۳۰۷ اور مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ: ۴۷۹ میں بعثت نبوی کے بعد آپؐ کے ہاں گیارہ لڑکے پیدا ہونے کی بھی آئی ہے اور سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۷-۳۴۵ پر ان سب کے نام بھی دئے گئے ہیں۔

قارئین کرام! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی تعداد میں مؤرخین اور سیرت نگاروں کے درمیان سخت اختلاف ہے اور اس پس منظر میں اگر بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی تعداد سلف صالحین کی تحقیق کے مطابق گیارہ تحریر فرمائی ہے تو اس میں جھوٹ کیا ہے۔ نیز معترض مفتی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ آج تک کسی ایک مؤرخ نے کہیں نہیں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ لڑکے پیدا ہوئے۔ ان مذکورہ حوالہ جات سے مفتی صاحب موصوف کی کور باطنی اور تعصب کا اندازہ ہوتا ہے۔ **فاعتبرُوْ ایا اولی الابصار**

قارئین خود غور فرماویں کہ مفتی صاحب نے اگر اسلامیات کا مطالعہ کیا ہوا ہوتا تو اس قسم کی جاہلانہ باتوں سے کاغذ کو سیاہ نہ کرتا۔

تیسرا جھوٹ

مفتی صاحب اپنے فولڈر میں لکھتے ہیں:

''مرزا قادیانی نے لکھا کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ مسیحؑ نے انجیل میں خبر دی۔'' (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ:۵)

قرآن، توریت اور انجیل میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ مسیح موعود یعنی حضرت عیسیٰؑ کے وقت طاعون آئیگا۔ (صفحہ:۱۸)

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:- قارئین کرام! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ. (النمل)

یعنی اور جب اُن کی تباہی کی پیشگوئی پوری ہو جائیگی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا۔

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ساعۃ'' (قیامت) اس وقت تک نہیں آئے گی جبتک دس علامتیں نہ دیکھی جائیں اُن میں سے الدّخان (دھواں)، الدّجال (دجال) الدّابۃ (کیڑا) عیسیٰ بن مریم کا ظہور وغیرہ۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن)

تُكَلِّمُهُمْ کے معنی کاٹنے کے ہی ہیں جیسا کہ لغت کی کتاب منجد میں ہے **كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا أَيْ جَرَحَهُ** یعنی اُس نے اُس کو زخم لگایا۔ **كَلَمَ... كَلْمًا** کے معنی بھی زخم لگانے کے ہیں۔

حدیث صحیح مسلم میں ہے:

فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِم اَلنَّغْفُ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ. (مسلم جلد۲ کتاب الفتن صفحہ ۲۷۷ مصری باب ذکر صفت دجال و ما معہ و مسلم شرح نو وی جلد۲ صفحہ ۴۰۱، ۴۰۲)

یعنی پس خدا کا نبی مسیح موعودؑ اور اُس کے صحابی متوجہ ہونگے اور خدا تعالیٰ اُن کے مخالفوں کی گردنوں میں ایک پھوڑا (طاعون) ظاہر کریگا۔ پس وہ صبح کو ایک ایک آدمی کی موت کی طرح ہوجائیں گے۔(نغف کے معنی پھوڑا اور طاعون ہے۔)

(دیکھو عربی ڈکشنری مصنفہ Lane جلد۸ صفحہ ۲۸۱۸، ضمیمہ صفحہ:۳۰۳۶)

بحارالانوار میں لکھا ہے:

قُدَّامَ الْقَائِمِ مَوْتَانِ مَوْتُ اَحْمَرُ وَمَوْتٌ اُبيَضُ الْمَوْتُ الْاَحْمَرُ الشَّيفُ الشيْفُ وَالْمَوْتُ الْاَبْيَضُ الطَّاعُونُ.

(بحارالانوار مصنفہ باقر محمد تقی محمد ایران جلد۳ صفحہ ۱۵۶، ۱۳۰۱ھ)

کہ امام مہدیؑ کی علامت میں ہے کہ اس کے سامنے دو قسم کی موتیں ہونگی۔ پہلی سرخ موت اور دوسری سفید موت پس سرخ موت تو تلوار (لڑائی) ہے اور سفید موت طاعون ہے۔

مندرجہ بالا جواب جو ہم نے قرآن کریم کی آیت النمل:۸۳ کے مطابق دیا ہے اسکی تائید بحارالانوار کے مندرجہ ذیل حوالہ سے بھی ہوتی ہے:

"ثُمَّ قَالَ (ابوعبداللہ امام حسینؑ) وَقَرَءَ تُكَلِّمُهُمْ مِنَ الْكَلِمِ وَهُوَا الْجُرْحُ وَالْمُرَادُ بِهٖ الْوَسْمُ."

یعنی امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا دابۃ الارض والی آیت کے متعلق حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ:

اس آیت میں تُكَلِّمُهُمْ سے مُراد یہ ہے کہ وہ کیڑا اُن کو کاٹے گا اور زخم پہنچائے گا۔

(بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ ۲۳۲، اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹۷)

تورات وانجیل میں طاعون کی پیشگوئی

مرزا صاحب نے لکھا ہے تورات اور انجیل زکریا ۱۴/۱۲ پُرانا عہد نامہ میں طاعون کی پیشگوئی ہے جھوٹ نہیں ہے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ ہمیشہ سے ہی منکرین ومخالفین نے انبیاء علیہم السلام پر ایسے ہی جاہلانہ حملے کئے ہیں جیسا کہ آج کے کور باطن ملّاں اسوقت کے موعودؑ پر کررہے ہیں۔ حضرت احمد علیہ السلام نے متی کی انجیل کا حوالہ دیا ہے جو کہ درست ہے۔ انجیل مطبوعہ ۱۸۵۷ء میں متی ۲۴/ ۸ پر مذکور ہے کہ مسیح کی ایک نشانی مری کا پڑنا بھی ہے لیکن بعد میں عیسائیوں نے اس کی متی ۲۴/ ۸ سے نکال دیا ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (نساء ۴۶ ع ۷) لیکن اگر تم نے مزید تسلی کرنی ہو تو انجیل لوقا ۲۱/ ۱۰ پر جو ۱۹۲۸ء میں چھپی ہے اس میں بھی موجود ہے اور لکھا ہے کہ ''جابجا کال اور مری پڑیگی۔''

لڑائیاں ہونگی، بھونچال آئیں گے اور مری پڑیگی (طاعون) لوقا ۲۱/ ۱۱ وزکریا ۱۴/ ۱۲

چنانچہ بائیبل انگریزی زکریا ۱۴/ ۱۲ میں تو لفظہ "Plague" بھی موجود ہے ۱۸۸۲ء میں یہ طاعون بھی پڑی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے تورات میں بھی طاعون کی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ لہذا اس کے لئے زکریا ۱۴/ ۱۲ دیکھو اور انگریزی بائیبل مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۸۸۵ء صفحہ: ۱۰۰۷ میں تو لفظ Plague بھی موجود ہے۔

And this shall be the plague where with the lord will smite all the people. (Zakaria 14/12)

یعنی یہ پلیگ ہوگی جس سے خدا تعالیٰ کے گھر کے خلاف لڑائی کرنے والوں کی ہلاکت ہوگی۔

نوٹ: بائیبل کے اس حوالہ میں جو لفظ plague استعمال ہوا ہے اسکا ترجمہ طاعون ہی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو انگریزی عربی ڈکشنری موسومہ بہ القاموس العصری انکلیزی عربی مؤلفہ

الیاس الطّون صفحہ ۲۸۹ جہاں لکھا ہے طاعون Plague یعنی پلیگ کے معنی طاعون ہے۔
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دابۃً کیڑے کو مسیح موعودؑ کے زمانہ کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ۱۸۹۰ء میں مسیح موعودؑ ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جب عامۃ الناس کو آپ کے اعلان سے آگاہی ہوئی اور ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں رمضان کے مہینے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق چاند اور سورج کو گرہن لگ گیا اور اتمام حجت ہو گیا تو ۱۸۹۶ء کے آخر میں بمبئی سے طاعون کی وباء شروع ہوئی اور ملک کے ایک بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سینکڑوں افراد اس عذاب الٰہی کا شکار ہوئے لیکن جو لوگ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے وعدہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار کے مطابق طاعون سے بچائے گئے۔
حضرت احمد علیہ السلام نے اپنی جماعت کے افراد کو طاعون کا ٹیکہ لگوانے سے بھی منع فرما دیا تھا باقی لوگوں نے ٹیکہ لگوایا اسکے باوجود مرے اور افراد جماعت اللہ کے فضل وکرم سے محفوظ رہے۔
قرآن مجید کی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور جہاں تک توریت اور انجیل کا تعلق ہے اسکے حوالہ جات مذکورہ بالا جواب میں دے دئے گئے ہیں البتہ حضرت مسیح موعودؑ کی جو عبارت پیش کی گئی ہے۔ اسی میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائیبل کی کتابوں میں زکریا ۱۴/۱۲ انجیل متی ۲۸/ ۸ مکاشفات ۲۲/ ۸ میں موجود ہے۔
اسکے بعد قارئین خود فیصلہ فرماویں کہ اسمیں جھوٹ کہاں ہے اور اگر جھوٹ ہے تو وہ کس نے بولا ہے۔
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
تو نے طاعون کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے ☆ تا وہ پورے ہوں نشان جو ہیں سچائی کا مدار

چوتھا جھوٹ

مفتی صاحب مؤلف فولڈر نے اخلاق اور خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر حضرت مرزا صاحب پر یہ بے بنیاد الزام عائد کیا۔ مفتی صاحب اپنے فولڈر میں لکھتے ہیں:

مرزا نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ ''میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔'' (ایام الصلح در روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۴)

حالانکہ وہ باقاعدہ ایک شخص نہیں بلکہ کئی استاذوں سے پڑھا ہے۔ خود مرزا نے لکھا ہے کہ ''جب میں سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائی اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ جب میری عمر دس سال کی ہوگئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جنکا نام فضل احمد تھا۔ پھر سترہ اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا اُن کا نام گل علی شاہ تھا۔''

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۴۸ تا صفحہ ۱۵۰ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

ہر دو حوالہ جات تحریر کر کے نتیجہ یہ نکالا ہے:

مرزا نے کہا کہ میرا کوئی استاذ نہیں جبکہ خود کہہ چکا ہے کہ ایک بزرگ فضل الٰہی میرے لئے نوکر رکھا تھا تا کہ قرآن شریف پڑھائے جھوٹ بھی ملاحظہ کیجئے اور استاذ بزرگ کو نوکر بنانے کا انداز احترام بھی ملاحظہ کیجئے۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نبی کا اُمّی (اَن پڑھ) ہونا

ضروری ہے کیونکہ اگر وہ کسی سے کوئی علم سیکھ لے تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ استاد سے کم درجہ پر ہے جیسا کہ مولوی مفتی نذیر قاسمی صاحب کا بھی خیال ہے۔

یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح سے اس خیال کی تائید نہیں ہوتی قرآن کریم میں تو صرف نبی کریمؐ کو النبیُّ الاُمِیّ (سورہ الاعراف:۱۵۶) کہا گیا ہے۔ کسی دوسرے نبی کو اُمی (ان پڑھ) نہیں کہا گیا گویا یہ حضور پُرنورؐ کی ایک خصوصیت ہے جو دوسرے کسی نبی کو حاصل نہیں اگر یہ مان لیا جائے کہ تمام انبیاء ہی اُمّی تھے اور صرف اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا فرمایا تھا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص برتری ختم ہو جاتی ہے۔ حضورؐ نے خود بھی فرمایا۔

''اَنَا النَّبِيّ الْاُمِّي'' (الجامع الصغیر جزا صفحہ ۱۷)

''کہ میں ہی نبی اُمّی ہوں''

پھر ایسا عقیدہ اور ایسا خیال واقعات کے خلاف بھی ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بخاری شریف میں آتا ہے:

وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَ بِيَّةَ مِنْهُمْ.

(حدیث بخاری جز ۲ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ مصر کتاب بدء الخلق)

یعنی کہ جب حضرت اسماعیلؑ جوان ہوئے تو انہوں نے جرہم قبیلہ کے لوگوں سے عربی سیکھی۔

سید رشید رضا مفتی مصر اپنی مشہور ومعروف کتاب ''الوحی المہدی'' میں لکھتے ہیں:

ثُمَّ يَرَى النَّاظِرُ اَنَّ سَائِرَ الْاَنْبِيَاءِ الْعَهْدِ القديم كَانُوا تَابِعِيْنَ لِلتَّوْرَاةِ مُتَعَبِّدِيْنَ بِهَا وَاِنَّهُمْ كَانُوا يَتَدَارَ سُوْنَ تَفْسِيْرَهَا فِي مَدَارِسَ خَاصَّةٍ بِهِمْ وَبِاَبْنَا ئِهِمْ مَعَ عُلُوْمٍ اُخْرىٰ فَلَا يَصِحُّ اَنْ يُذْكَرَ اَحَدٌ مِنْهُمْ مَعَ مُحَمَّدٍ (صفحہ ۱۶ و صفحہ ۱۳)

یعنی کہ ہر ایک غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ تورات میں ذکر شدہ انبیاء تورات کے پیرو

اوراس پرعمل کرنے والے تھے اور وہ اسکی تفسیر بھی پڑھتے تھے اور، اور علوم بھی سیکھتے تھے ایسے سکولوں میں جو خاص ان کے لئے اور ان کے بیٹوں کے لئے بنائے جاتے ہیں پس یہ جائز نہیں کہ ان میں سے کسی کا آنحضرتؐ کے مقابل ذکر کیا جائے۔

اسمیں سید رشید رضاء نے علی الاعلان کہا ہے کہ دوسرے انبیاء تو سکولوں میں علم سیکھتے رہے مگر آنحضرتؐ نے کبھی کسی سکول میں کوئی علم نہیں سیکھا۔

تفسیر جامع البیان میں آیت كَذَالِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ. (الفرقان۳۲ع۳)
کے ماتحت لکھا ہے:

اِنَّكَ اُمِّيٌّ بِخِلَافِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّهُمْ مُتَمَكِّنُوْنَ مِنَ الْقِرَاةِ وَالْكِتَابَةِ.

کہ اے محمدؐ تو اُمی ہے بخلاف دیگر تمام انبیاء کے کہ وہ پڑھنا اور لکھنا بھی جانتے تھے۔

یہ تفسیر جامع البیان شیخ الاسلام السید معین بن صفی کی لکھی ہے تفسیر قادری میں لکھا ہے:

''رسول ایسا چاہیئے کہ جن کی طرف بھیجا گیا ہے۔ان سے اصول وفروع دین کا عالم زیادہ ہو جوان کی طرف لایا ہے اور جو علم اس قبیل سے نہیں اسکی تعلیم امور نبوّت کے منافی نہیں اور أَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَا كُمْ اسکا مؤید ہے۔

(تفسیر حسینی قادری اردو جلد اصفحہ: ۶۳۸)

حضرت موسیٰؑ پر تورات اکٹھی کیوں اُتری؟ اسکے جواب میں علامہ ابن فورک کے قول کے مطابق بعض علماء یہ کہتے ہیں:

لِاَنَّهَا نَزَلَتْ عَلٰى نَبِيٍّ يَكْتُبُ وَيَقْرَأُ وَهُوَ مُوْسٰى (الاتقان جزء اصفحہ ۴۱)

کہ وہ ایک ایسے نبی پر اُتری تھی جو لکھنا اور پڑھنا جانتا تھا یعنی موسیٰ علیہ السلام پر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود خدا تعالیٰ کے ایک بندے سے کہا:

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (الکہف آیت:۶۶)

کیا میں تیری پیروی کرسکتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے وہ رُشد وہدایت سکھائے جو تجھے

سکھائی گئی ہے۔اس پر سوال پیدا ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام تو نبی تھے اور خدا کا وہ بندہ جس سے وہ علم سیکھنا چاہتے تھے نبی نہ تھا۔وَالنَّبِیُّ لَا یَتَّبِعُ غَیْرَ النَّبِیّ فِی التَّعْلِیْمِ اور نبی جو ہے وہ تعلیم میں غیر نبی کی پیروی نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیوں ایسی درخواست کی؟ اسکے جواب میں حضرت امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

''وَھٰذَا اَیْضًا ضَعِیْفٌ کہ یہ کمزور خیال ہے اسکی وجہ لکھتے ہیں لِاَنَّ النَّبِیُّ لَا یَتَّبِعُ غَیْرَ النَّبِیّ فی الْعُلُوْمِ الَّتِیْ بِاعْتِبَارِھَا صَارَ نَبِیًّا اَمَّا فِیْ غَیْرِ تِلْکَ الْعُلُوْمِ فَلَا.'' (التفسیر الکبیر جزء۵ صفحہ ۵۰۱)

کیونکہ نبی ان علوم میں غیر نبی کی پیروی نہیں کرتا جن علوم کے اعتبار سے وہ نبی بنا ہو لیکن ان کے سوا دوسرے علوم میں ایسا نہیں ہوتا۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

''یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ غَیْرُ النَّبِیّ فَوْقَ النَّبِیِّ فِیْ عُلُوْمٍ لَا تَتَوَقَفُ نُبُوَّتُہٗ عَلَیْھَا.''

کہ جائز ہے کہ غیر نبی کسی نبی پر ان علوم میں فوقیت رکھتا ہو جن پر اس نبی کی نبوت موقوف نہ ہو۔

پس اگر کوئی نبی کسی غیر نبی سے ایسا علم سیکھتا ہے جس پر نبوت موقوف نہیں ہوتی تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ موسیٰ وخضر کے سلسلے میں فرمایا:

قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا

(بخاری کتاب الانبیاء حدیث الخضر وموسیٰ جلد۲ مصری، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل خضر جلد۲ صفحہ ۲۷۰ مطبع افضل المطابع دہلی ۱۳۱۹ھ)

یعنی حضرت موسیٰ نے خضر سے کہا کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ آپ مجھے اُس علم میں سے کچھ پڑھائیں جو آپ کو دیا گیا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ نودی فرماتے ہیں:

"اِسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِسُؤْلِ مُوْسٰی السَّبِیْلِ اِلٰی لِقَاءِ الْخِضَرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِمَا وَسَلَّمْ عَلٰی اِسْتِحْبَابِ الرَّحْلَۃِ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَاسْتِعْبَابِ الْاِسْتَکْثَارِ مِنْہُ وَاِنَّہٗ یَسْتَحِبُّ لِلْعَالَمِ وَاِنْ کَانَ مِنَ الْعِلْمِ بِمَحَلٍّ عَظِیْمٍ اَنْ یَّاخُذَہٗ مِمَّنْ ھُوَ اَعْلَمُ مِنْہُ وَیَسْعٰی اِلَیْہِ فِیْ تَحْصِیلِہٖ وَفِیْہِ فَضِیْلَۃُ طَلَبِ الْعِلْمِ" (حاشیہ النودی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

یعنی موسیٰ کے خضر کی ملاقات کی درخواست کرنے سے علماء نے اسبات کی دلیل لی ہے کہ طَلَبِ علم کے لئے سفر کرنا اور حصول علم کے لئے بار بار درخواست کرنا جائز ہے۔ نیز یہ کہ اگرچہ کوئی خود کتنا ہی بڑا صاحب علم کیوں نہ ہو پھر بھی اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ علم رکھنے والے سے علم حاصل کرے اور حصول علم کی غرض سے کوشش کر کے اسکے پاس جائے نیز اس سے علم کے سیکھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

"وَلَا یُنَافِی نُبُوَّتَہٗ وَکَوْنَہٗ صَاحِبَ شَرِیَعَۃٍ اَنْ یَّتَعَلَّمَ مِنْ غَیْرِہٖ مَالَمْ یَکُنْ شَرْطًا فِیْ ابواب الدِّیْنِ." (بیضاوی زیر آیت **ھَلْ اَتَّبِعُکَ** صفحہ: ۴۸۶ مطبع احمدی وصفحہ: ۳۵۸ مطبع مجتبائی ۱۳۲۶ھ)

یعنی حضرت موسیٰ کا کسی غیر سے ایسا علم سیکھنا جو اُمور دین میں سے نہ ہو اُن کی نبوت اور اُن کے صاحب شریعت ہونے کے منافی نہیں ہے۔ یعنی نہ صرف نبی بلکہ صاحب شریعت نبی بھی دوسرے علوم میں دوسروں کا شاگرد ہو

سکتا ہے۔

تفسیر جلالین الکمالین از علامہ جلال الدین السیوطی میں زیر آیت الکہف ا ے لکھا ہے:

فَقَبِلَ مُوْسٰی شَرْطَهٗ رِعَایَةً لِاَدَبِ الْمُتَعَلِّمِ مَعَهُ الْعَالِمِ.

(صفحہ:۲۳۵ مطبوعہ مصر زیر آیت حتی اُحْدِث لک منہ ذکرا)

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر کی پیش کردہ شرط اُسی طرح قبول کر لی جس طرح ایک شاگرد اپنے استاد کی شرط کو کمالِ ادب سے قبول کیا کرتا ہے۔

نیز پڑھا لکھا ہونا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھے لکھے تھے لیکن نبیؐ جو کہ سِرّ نبوت کی تفصیل شرح اور علوم باطنی کے سب سے بڑے راز دان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم کے سِوا کسی غیر کی تعلیم کا منت کش بنانا گوارا نہ فرمایا۔

''چنانچہ گزشتہ آسمانی کتب میں بھی اُمّی کے لقب کے ساتھ آپکی بشارتیں دی ہیں۔'' (بحوالہ تاریخ القرآن مصنّفہ حافظ محمد اسلم صاحب جے راج پوری مکتبہ جامعہ نئی دہلی صفحہ ۱۳،۱۴)

حضرت موسیٰ اور حضرت داوٗد علیہم السلام پر کتاب جو ایک بار اُتری تو وہ لکھتے پڑھتے تھے اور ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ والہ اجمعین اُمّی تھے۔''

(تفسیر حسینی مترجم اردو جلد ۲ صفحہ:۱۴۰ از یر آیت وَرتلنَاہُ ترتیلا الفرقان ۳۲)

معزز قارئین! مذکورہ بالا حوالہ جات سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مفتی صاحب موصوف نے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے اپنے جھوٹ اور غلط بیانی سے خود ہی پردہ اُٹھایا۔ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے البتہ حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کے اختلافات کی حقیقت بیان کرنا بھی بے سود نہ ہوگا چنانچہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ گمان مت کر کہ یہ سب بد گمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملیگا تجھ کو یہ سارا ادھار

یہ بات یادرکھنی چاہیئے کہ اختلافات کے ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ معاند کی رائے پر نہیں حالانکہ جواختلافات اس نے پیش کئے ہیں ویسے ہی اختلافات عیسائیوں نے قرآن مجید جیسی مقدس الہامی کتاب کے بارہ شائع کئے ہیں کیا مفتی صاحب کے پاس اُن اختلافات کا حل ہے۔

پنڈت دیانند نے بھی اسی قسم کے بے جا حملہ کئے ہیں وہ لکھتے ہیں:

''کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو اور کہیں لکھا ہے کہ دھیمی آواز سے خدا کو یاد کرو اب کہیئے کون سی بات سچی اور کونسی جھوٹی ہے ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔'' (ستیارتھ پرکاش باب ۱۴)

آریہ اور عیسائی مناظرین مباحثات میں عام طور پر اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے کہا کرتے ہیں کہ اگر قرآن میں اختلاف نہیں تو ان آیات کا کیا جواب ہے مثلاً:

ایک طرف فرمایا	دوسری طرف فرمایا
1. وَوجدک ضالًا	1. ما ضَلّ صَاحبکُمْ
2. انک لتھدی اِلی صراط مستقیم	2. انکَ لا تھدی مَنْ اَحْبَبْتَ
3. لم حَشّرْتَنی اعمٰی قد کنتُ بصیرا	3. فَبَصَرُکَ الیوم حَدِیْد
4. اِذَاذَکَرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قلو بھم	4. الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب
5. ان الّذِیْن سَبَقت لَھُمْ مِنّا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون	5. وانَّ مِنکم اِلّا واردھا کان علٰی ربّکَ حمًّا مقضیًّا
6. الم یَجِدْکَ یَتِمًا فاوٰی	6. اِمَّا یبلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحدھما اَوْ کِلٰھُمَا

ہمارا ایمان ہے کہ بلا ریب قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور اس میں زرّہ بھر اختلاف نہیں یہ لوگ جو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہیں ان کو ہماری جماعت کی طرف سے کئی مرتبہ جواب دیا جا چکا ہے جو کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں موجود ہے۔ یہاں اس وقت صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ صرف مخالفین اور مکذّبین کے کہنے سے ہی کسی الہامی کتاب یا کسی خدا کے نبی کے کلام میں تناقض اور تضاد ثابت ہو جاتا ہے تو اس صورت میں ہمیں سب انبیاء اور آسمانی کتابوں سے انکار کرنا پڑیگا۔ (معاذ اللہ) پس ہماری طرف سے سب سے پہلا جواب یہی ہے کہ یہ اعتراض صرف حضرت مسیح موعودؑ پر ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے راستبازوں صادقوں پر ان کے منکرین کی طرف سے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ مذہبی دنیا کی تاریخ شاہد ہے مخالف نے تو مخالفانہ بات کرنی ہی ہوتی ہے۔ مخالف کے کہنے سے حقائق بدل نہیں سکتے۔ مفتی صاحب اگر بغض وعِناد کی عینک اتار کر دیکھتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا قرآن کی عبارتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

پس حقیقتاً نہ تو قرآن مجید میں اختلاف ہے اور نہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ کی تحریرات میں جہاں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے ایک استاد سے پڑھنے کا ذکر فرمایا وہ قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ جیسا کہ ہر مسلمان والدین اپنے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کرتے ہیں۔ اسی طرح آپؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم نے اپنے بچوں کے لئے کیا کیونکہ وہ علاقہ کے رئیس تھے اس لئے اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق بعض اشخاص کو ملازم رکھ لیا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی والدہ محترمہ نے اُس زمانہ کے رواج کے مطابق رضاعت کے لئے حضرت حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا (یعنی اُسے ملازم رکھ لیا) اور یہ مقصد بھی تھا کہ آپ قبیلہ بنی سعد میں رہ کر اُن کی فصیح زبان بھی سیکھ جائیں گے چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’میں تم سب سے فصیح تر ہوں کیونکہ میں قریش کے خاندان سے ہوں

اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے۔''

(سیرۃ النبی مؤلف علامہ شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ ۱۱۱)

اب جہاں تک آنحضرتؐ کے قرآن مجید اور اُسکے علوم و معارف سیکھنے کا سوال ہے اُسکے بارے میں فرمان الٰہی ہے ''**علمہ شدید القوی**'' (النّجم) اسے مضبوط طاقتوں والے نے سکھایا ہے اب کجا وہ زبان جو آپ نے بنی سعد میں رہ کر سیکھی اور کجا قرآن مجید کی زبان جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلائی اور تمام دنیا کو چیلنج دیا اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے **توفاتوا بسورۃ من مثلہ** (البقرہ) تو اس جیسی کوئی سورت تو لا کے دکھاؤ زمانہ اسکی نظیر لانے سے قاصر رہا۔ اور قیامت تک رہیگا۔

اسی طرح جو علوم حضرت بانی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے سکھلائے وہ کوئی انسان آپؑ کو سکھلا ہی نہیں سکتا تھا اور اسی وجہ سے آپؑ نے تحریر فرمایا کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے اور اسی بناء پر آپؑ نے ساری دُنیا کے علماء کو چیلنج دیا۔

''اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔'' (اربعین)

استاذ بزرگ کو نوکر لکھنے سے مُراد ملازم ہے جیسے آئے دن اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ حکومت کی طرف سے تعلیم یافتہ طلباء کے لئے نوکریوں کے اعلانات نکلتے ہیں اور اسی طرح فیروز اللغات میں نوکر کے معنی ملازم کے ہیں۔

نیز محترم مفتی موصوف سے گزارش ہے کہ وہ اتنا بڑا ادارہ رحیمیہ کے نام سے چلا رہے ہیں کیا وہ اور اُن کے ہمنوا ساتھی رحیمیہ میں نوکری کرتے ہیں یا نہیں۔ اتنا بڑا نام نہاد مفتی اور لفظ نوکر کی وضاحت چاہتے ہیں۔ افسوس افسوس!!

پانچواں جھوٹ

''مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۹) یہی دعویٰ مرزا نے دوسری جگہ اس طرح کیا ہے کہ:

بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعودؑ چودھویں صدی کے سر پر ظہور کریگا۔ اگرچہ یہ پیشین گوئی قرآن شریف میں اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کی رو سے اسقدر تواتر کو پہنچی ہے کہ جسکا کذب عندالعقل ممتنع ہے۔

(کتاب البریہ برحاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۵)

اوپر کی عبارت میں مرزا نے کئی جھوٹ بولے (الف) چودھویں صدی کا مجدد صدی کے سر پر آئیگا یہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ حالانکہ کسی حدیث میں چودھویں صدی کا لفظ ہی نہیں آیا ہے اور نہ یہ مضمون کہیں آیا ہے۔

(ب) قرآن شریف میں یہ پیشگوئی اجمالی طور پر ہے حالانکہ کسی مفسّر نے بھی آج تک کسی ایک آیت میں بھی چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح موعودؑ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ یہ جھوٹ در جھوٹ سفید جھوٹ، سیاہ جھوٹ مرزا کے کارنامے ہیں۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:۔قرآن کریم کی سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا:

هُو الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ... وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِھِمْ وَھُوَ العَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. (سورۃ الجمعۃ رکوع:۱)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے اور اُن سے سِوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اُسکو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے جب دریافت کیا کہ یارسول اللہؐ یہ آخرین کون ہیں تو مجلس میں حضرت سلمان فارسیؓ موجود تھے حضورؐ نے اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِا لثُّرَیَّا لَنَا لَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ

(بخاری شریف کتاب التفسیر)

''یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا پر بھی چلا جائیگا تو اہل فارس کی نسل میں سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔''

آپؐ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ میری دوسری بعثت اُسوقت ہوگی جب ایمان دُنیا سے اُٹھ جائیگا اور مسلمان میری تعلیم سے دور چلے جائیں گے۔

آخرین میں رسول اکرمؐ کی بعثت سے اشارہ ایک مصلح کے ظہور کی طرف ہے جو رسول کریمؐ کا بروز کامل ہوگا اور اُسکا ظہور اُس وقت ہوگا جب اُمت محمدیہ میں فتنوں کا زور ہوگا اسی بروز کامل وجود کو آنحضرتؐ نے مسیح اور مہدی کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

''اِذَا تَظَاھَرَتِ الْفِتَنُ وَاَغَادَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَھْدِیَّ یَفْتَحُ حُصُوْنَ الضَّلَالَۃِ وَقُلُوْبًا غُلْفًا یَقُوْمُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ

وَيَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا.

(ينابيع المودّة صفحه٩٣)

فرمایا جب اسلام میں فتنے زوروں پر ہونگے لوگ ایک دوسرے پر حملے کریں گے تب اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائیگا۔ جو گمراہی کے قلعوں کو اور بند دلوں کو فتح کریگا وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا اور جس طرح زمین ظُلم اور جور سے بھری ہوئی تھی اسی طرح وہ اُسے عدل وانصاف سے بھر دیگا۔

فرمایا:

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَن يَّلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَاماً مَهْدِيًّا. (مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ۴۱۱)

یعنی اے مسلمانو! تم میں سے جو زندہ ہوگا وہ عیسیٰ ابن مریم سے اس حال میں ملیگا کہ وہ امام مہدی ہونگے۔

پھر فرمایا:

"لَيَكُوْنَنَّ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ فِي اُمَّتِيْ حَكَمًا عَدْلًا وَاِمَامًا قِسْطًا. (البدايه والنهاية جلد: ١، صفحه: ١٦)

یعنی عیسیٰ ابن مریم میری اُمت میں حَکم عَدل اور منصف کے طور پر ظاہر ہوں گے۔

نیز فرمایا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلُهَا وَاٰخِرُهَا. اَوَّلُهَا فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاٰخِرُهَا فِيْهِمْ عِيْسٰى ابْن مَرْيَمَ وَبَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسَ مِنْكَ وَلَسْتَ مِنْهُمْ. (الجامع الصغير للسيوطی جلد ١٠/٢)

اس اُمّت کا پہلا حصّہ اور آخری حصہ بہترین ہے کیونکہ پہلے حصے میں

رسول اللہؐ کا وجود ہے اور آخری حصہ میں عیسیٰ بن مریم کا وجود ہوگا اور اُن کے درمیان ٹیڑھے راستے پر چلنے والے لوگ ہوں گے جنکا تجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ تیرا اُن سے کوئی سروکار ہوگا۔

حضرت ابوجعفر بن محمد سے روایت ہے:

”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَ اِثْنَا عَشَرَ مِنْ بَعْدِیْ مِن السُعَداءِ اُوْلِی الْاَلْبَابِ وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا. (اکمال الدین صفحہ:۱۵۷)

حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور میرے بعد ۱۲ نیک اور عقل مند لوگ ہونگے اور آخر میں مسیح ابن مریم ہونگے۔“

قرآن مجید کی سورۃ جمعہ اور مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی دوسری بعثت امام مہدی علیہ السلام کے روپ میں آخری زمانہ میں ہوگی یہ آخری زمانہ کب ہوگا اس بارہ میں مشہور صحابی رسول حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلیہ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِأَتَیْنِ.

(ابن ماجہ کتاب الفتن)

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا فتنوں کے ظہور کی علامات دوسوسال بعد رونما ہوں گی۔

نامور محدّث حضرت امام علی قاری رحمۃ علیہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ اللَّامُ فِی المِأتَیْنِ لِلْعَھْدِیْ بَعْدَ الْمأْتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ وَھُوَ وقتُ ظُھُوْرِ المھدِیّ. (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یہ بھی ممکن ہے کہ اَلْمِأَ تین میں لام عہد کا ہو، اور مُراد یہ ہو کہ ہزار سال کے بعد ۲۰۰ سو

سال یعنی ۱۲۰۰ سو سال کے بعد علامات مکمل طور پر ظاہر ہوں گی اور وہی زمانہ مہدی کے ظہور کا ہے۔

اس حدیث سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ فتنوں کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی ہے اور ان فتنوں کو دور کرنے والے امام مہدیؑ نے تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں ہی ظاہر ہونا تھا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ.

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ: ۲۰۹)

کہ جب ۱۲۴۰ سال گزریں گے تب اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث کریگا۔ اس امر کی قرآن مجید سے بھی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ. (سورۃ السجدہ رکوع: ۱)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف تدبیر کریگا یا کرتا رہیگا پھر ایک عرصہ کے بعد وہ دین آسمان کی طرف چڑھ جائیگا جسکی مقدار ہمارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ سیدنا رسول اکرمؐ نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو خیر القرون قرار دیا ہے۔ یقیناً یہی وہ عرصہ ہے جس کے بعد دین آسمان کی طرف چڑھ جانے والا تھا پھر پورا ایک ہزار سال گزرنے پر از سر نو تدبیر امر ہونا مقدّر تھی۔

نیز جن بزرگان امت نے مسیح و مہدی کی آمد کا زمانہ تیرھویں و چودھویں صدی بتایا تھا اُن میں بعض کے نام بطور نمونہ تحریر ہیں:

(۱) حضرت ابوقبیل ھانی بن ناصر المصریؒ المتوفی ۱۲۸ھ

(۲) نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھٹی صدی ہجری

(۳) السید حضرت محمد بن عبد الرسول بن السید الحسینی البدرنی المدنی الثانی المتوفی

۱۱۲۳ھ۔

(۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ۔

(۵) حضرت شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ۔

بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

''ایک وقت آئیگا جب امام مہدی علیہ السلام بھی پیدا ہونگے اور اُس وقت جو اُن کی اتبّاع نہ کرے گا اور امام پہچان کر ان کی پیروی نہ کریگا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔'' (قاسم العلوم معہ ترجمہ انوار النجوم صفحہ:۱۰۰)

اُمید ہے کہ اس وضاحت کے بعد احبابِ بصیرت خود فیصلہ کریں گے کہ مؤلف فولڈر نے سوائے جھوٹ اور غلط بیانی کے کچھ بھی نہیں لکھا۔

بائبل کے بیان کے مطابق آخری زمانہ میں آنے والے موعود کا وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے ۱۲۹۰ سال بعد بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو دانیال نبی کی کتاب باب ۱۲ آیت ۹ تا ۱۲ جسمیں لکھا ہے:

''اے دانی ایل تو اپنی راہ چلا جا کہ یہ باتیں آخر کے وقت تک سربمہر رہیں گی اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کریں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی مؤقوف کی جائیگی اور بتوں کو تباہ کیا جائیگا ایک ہزار دوسونوے دن ہوں گے۔''

دانیال نبی کی یہ پیشینگوئی آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت کا پتا دیتی ہے اس میں پہلے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کی دو نشانیاں بتائی گئی ہیں۔

اوّل:: دائمی قربانی کا موقوف کیا جانا:- دائمی قربانی کے لئے بائبل کی رو سے بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ ہر روز صبح و شام ایک ایک برس کے دو بکرے خدا کے سامنے پیش کریں۔

(خروج باب ۲۵) یہ دائمی قربانی نئی شریعت کے آنے سے منسوخ ہوسکتی تھی چنانچہ آنحضرتؐ کے ظہور سے یہ بات پوری ہوئی کیونکہ اسلامی شریعت میں ایسی روزانہ اور دائمی قربانی کا کوئی حکم نہیں تھا۔

دوئم:: دوسری نشانی بتوں کے تباہ کئے جانے کی تھی یہ امر بھی سیدنا حضرت رسول کریمؐ کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ حضورؐ نے فتح مکہ کے وقت بیت اللہ شریف میں رکھے ہوئے ۳۶۰ بتوں کو توڑتے ہوئے بآواز بلند فرمایا:

''قُل جَآءَ الحقُ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۲ ع ۹)

اعلان کرو کہ حق آ گیا یعنی خدا کی توحید قائم ہوگئی باطل بھاگ گیا یعنی بُت تباہ ہوئے اور باطل بھاگنے والا ہی ہے۔ ان ہر دو نشانیوں کے پورا ہونے کے بعد سے ٹھیک ۱۲۹۰ دن تک مسیح موعود نے آنا ہے الہامی کتب میں دن سے مُراد سال ہوتے ہیں پس اس پیشگوئی کے مطابق مسیح موعودؑ کا ظہور تیرہویں صدی ہجری کا آخر بنتا ہے۔

چھٹا جھوٹ

مفتی صاحب موصوف کا چھٹا بہتان، لکھتے ہیں:

مرزا نے لکھا ہے کہ وہ خلیفہ جسکی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئیگی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور رُتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادۃ القرآن در روحانی خزائن جلد۶ صفحہ:۳۳۷)

مرزا کا یہ دعویٰ کہ بخاری شریف میں ایسی کوئی حدیث ہے یہ سراسر جھوٹ ہے مرزا قادیانی کذّاب جہانی کی کذب بیانی ہے ایسی کوئی حدیث نہیں۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:۔

مجھ کو کیا تم سے گلہ ہو کہ مرے دشمن ہو
جب یونہی کرتے چلے آئے ہو تم پیروں سے

ابوالانبیآء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن کریم سچا کہتا ہے۔ تم ان کے متعلق کہتے ہو کہ انہوں نے نعوذ باللہ تین جھوٹ بولے گویا تمہارے نزدیک جھوٹ بولنا معیار صداقت ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اگر تم اعتراض کرو تو تم معذور ہو۔

علامہ سعدالدین تفتازانی یہ ملاخُسر و ملا عبدالحکیم ان تینوں نے لکھا ہے کہ حدیث **تَكْثُرُ لَكُمْ الْاَحَادِيْثُ بَعْدِىْ** بخاری میں ہے حالانکہ یہ حدیث موجودہ بخاری میں نہیں ہے۔

(توضیح شرح تلویح جلد:۱، صفحہ:۲۶۱)

اسی طرح حدیث **خَيرُ السَّوْدَانِ ثَلَاثَةٌ لُقْمَانُ وَبَلَالُ وَمَهْجَعُ مولٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وَسَلَّمَ رَوَاهُ البُخارى فِىْ صَحِيْحِهٖ. عَنْ وَاثِلَةِ ابْنِ**

الْاَسْقَعِ بِهٖ مَرْفُوْعًا كَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ لٰكِنْ قَوْلُ الْبُخَارِيِّ سَهْوُ قَلَمٍ اَمَّا مِنَ النَّاقِلِ اَوْ مِنَ الْمُصَنَّفِ فَاِنَّ الْحَدِيْثَ لَيْسَ فِيْ الْبُخَارِيِّ.''

(موضوعات کبیر از مولانا علی القاری صفحہ ۳۷ طبع ثانی صفحہ:۱۳۴۶ھ مطبع مجتبائی دہلی)

کہ حدیث سوڈان کے بہترین آدمی تین ہیں یعنی (۱) لقمان (۲) بلال (۳) مہجع جو آنحضرتؐ کے غلام تھے۔ یہ حدیث بخاری میں واثلہ بن الاسقعؓ سے مرفوعًا مروی ہے۔ حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن ربیعؒ کا کہنا ہے یہ حدیث بخاری میں ہے یہ یا تو مصنف کا سہو قلم ہے اور یا کاتب کا کیونکہ یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے۔ معترض مولوی جو ''هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ''۔ (ابن ماجہ جلد ۲ الکتاب الفتن باب خروج المہدی مطبوعہ ۱۳۶۷ھ)

والی حدیث کے بخاری میں نہ ملنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کاذب ہونے کا الزام لگاتے ہیں کیا وہ اپنے علامہ سعد الدین تفتازانی ملّا و علامہ خسر و مُلّا عبد الحکیم اور علامہ ابن الربیع کو بھی کاذب کہیں گے؟

امام بیہقیؒ کی کتاب ''الاسماء والصفات'' میں لکھا ہے کہ:

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَاِمَامُكُمْ منكُمْ.

(رواہ البخاری کہ بخاری میں ہے کہ كَيْفَ انتُمْ اِذَا نَزَلَ... مِنَ السَّمَآء حالانکہ قطعاً بخاری میں مِنَ السَّمَآءِ کا لفظ نہیں ہے۔

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیْ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱/ ایڈیشن اوّل میں جو یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم وہی جواب دیتے ہیں جو حضرت ملّا علی قاریؒ نے امام ابن الربیع کی طرف سے دیا تھا۔

وَلٰكِنْ قولُ الْبُخَارِيِّ سَهْوُ قَلَمٍ اَمَّا مِنَّ النَّاقِلِ اُوْ مِنَ المصنِّف.

(موضوعات کبیر صفحہ:۳۷)

کہ یہ قول کہ ہر حدیث بخاری میں ہے یا تو سہو کتابت ہے یا سبقت قلم مصنف ورنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں صاف طور پر فرما دیا ہے۔

''اور میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں اسی وجہ سے امامین حدیث بخاری و مسلم نے ان کو نہیں لیا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۸ ایڈیشن اوّل حصہ دوم)

چنانچہ تاہم نبی کو سہو اور نسیان سے پاک نہیں مانتے۔

قرآن میں ہے فَنَسِیَ (طٰہٰ:۱۱۶) کہ آدمؑ بھول گیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ کے متعلق نَسِیَا حُوْتَهُمَا (الکہف:۶۲) کہ وہ مچھلی بھول گئے اور آگے لکھا ہے کہ شیطان نے اُنہیں بھلا دیا۔ خود آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکہف:۱۱۱) نیز اُصِیْبُ و اُخْطِیُٔ (نبراس شرح الشرح لعقائد نسفی صفحہ ۳۹۳) کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں بعض دفعہ خطا کرتا ہوں۔

بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عشاء یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا اور پھر یاد دلانے پر چھوڑی ہوئی دو رکعتیں پڑھیں اور بعد میں سجدہ سہو کیا تفصیل کے لئے دیکھیں:

بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب فی السّجدَۃ السھو جلد ۱ صفحہ ۱۴۱ باب تَشْبِیْکِ الْاَ صابِعِ فی المسجد جلد ۱ صفحہ ۶۴ مصری نیز دیکھو صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب السَّھو الصلوۃ والسجود لہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ مصری.

اب کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''لَم اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ کو کوئی جھوٹ قرار دے سکتا ہے ہرگز ہرگز نہیں۔ گویا بخاری و مسلم میں مہدی کے متعلق احادیث ہیں اور ظاہر ہے کہ ''هٰذَا خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیْ'' آسمان سے آواز آنا کہ یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔ بہرحال مہدی کے متعلق ہے پس حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے صاف بیان کے مطابق یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ ہاں یہ حدیث اسی طرح صحیح ہے جس طرح بخاری کی دوسری احادیث کیونکہ:-

''کَذَا ذَکَرَهُ السَّیُوْطِیُّ وَفِی الزَّوائِدِ هٰذَا اَسْنَادٌ صَحِیْحٌ. رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ

وَرواُہ اَلْعَالِمُ فِی الْمُسْتَدْرِکِ وَ قَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ.''

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھد ی جلد۲صفحہ۲۶۹حاشیہ مطبوعہ مصر)

کہ حدیث ''ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیْ '' کو امام سیوطیؒ نے بھی ذکر کیا ہے اور زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں اسکو امام حاکمؒ نے ''مستدرک کتاب التواریخ باب تذکرۃ الانبیاء ھبوط عیسیٰ و اشاعۃالاسلام'' میں درج کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق بھی صحیح ہے نیز یہ حدیث ابوالنعیم اور تلخیص المُتَشَابہ حَبَحُ الْکِرٰمۃ بھلا تم لوگ بھی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام پر جھوٹ بولنے کا الزام لگا سکتے ہو جو حضرت ابراہیمؑ جنکو تم بھی نبی مانتے ہو اور جن کے متعلق قرآن مجید میں ہے صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (سورۃ مریم:۴۲) کہ وہ سچ بولنے والے نبی تھے۔ مگر تم اُن کے متعلق بھی یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تین جھوٹ بولے۔

بخاری میں ہے:- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرۃَ رَضِی اللّٰہ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلَّمَ لَمْ یَکْذِبْ اِبْرَاھِیْمُ اِلَّا ثَلاثًا... ایضًا عن ابی ھریرۃ..... لَمْ یَکْذِب اِبْرَاھِیْمُ علیہ السلام اِلَّا ثَلَاثَ کَذِبَاتٍ.''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کبھی جھوٹ نہ بولا مگر تین جھوٹ:

(۱) مشکوٰۃ مطبع نظامی صفحہ۴۲۱ وذکرالانبیاء علیھم السلام پہلی فصل۔

(۲) نیز مسلم جلد۲صفحہ۲۲۵ کتاب الفضائل باب فضلِ ابراہیم خلیل اللہ مطبوعہ مطبعۃ العامرۃ۔

(۳) بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ و اتخذو اللہ ابراھیم خلیلاً جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ مطبع الٰھیہ.

(۴) ترمذی کتاب التفسیر سورۃ الانبیاء جلد۲صفحہ۱۴۶ مجتبائی وصفحہ۱۶۳ مطبع احمدی۔

(۵) بخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل باب زربۃمن حملنا

معہ نوحؑ (سورۃ مریم:۵۸) جلد ۲ صفحہ ۹۳ مصری۔

مذکورہ بالا وہ کتب احادیث کے حوالہ جات میں جن میں اللہ کے پیارے اور سچے اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا گیا ہے اور ایک طرف تو الزام لگاتے ہیں اور دوسری طرف سچا نبی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

قارئین کرام! **ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیْ** بغیر کسی شک کے حدیث ہے اور صحیح حدیث ہے اور صحاح ستہ ہی کی ایک کتاب سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی میں موجود ہے اور اسکے بارے میں حاکم نے مستدرک میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے جسکی تفصیل گزشتہ اوراق میں آئی ہے۔

آسمان سے آواز آنے سے مُراد یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں مذکور پیشگوئیوں کے مطابق چاند گرہن سورج گرہن اور دوسرے متعدد آسمانی نشانات ظاہر ہوئے گویا وہ صداقت مسیح ومہدی کے بارے میں آواز دے رہے تھے۔ اور اعلان کر رہے تھے۔

چنانچہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ قیامت نامہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

بیعت کے وقت آسمان سے اِن الفاظ میں آواز آئیگی کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اسکی بات غور سے سنو اور اسکی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص وعام سنیں گے۔ (ترجمہ قیامت نامہ صفحہ:۴)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اِسْمَعُوا صوت السَّمَآء جآءَ المسیح جآءَ المسیح
نیز بِشنو از زمیں آمد امام کامگار

(حضرت مسیح موعودؑ)

ساتواں جھوٹ

مفتی صاحب موصوف کا ساتواں بہتان، لکھتے ہیں:

مرزا نے لکھا ہے کہ ہمارے نبیؐ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا مگر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ مکتبوں میں بیٹھتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی استاذ سے تمام توریت پڑھی تھی۔ (ایام الصلح درروحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ: ۳۹۴)

مرزا نے یہ صریح جھوٹ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور کسی کی شاگردی اختیار کی تھی یہ انبیاء علیہم السلام پر کھلا ہوا بہتان ہے۔ نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا نہ اُسکا کوئی استاد ہوتا ہے۔ نہ وہ مکتب میں جاتا ہے اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی یہودی سے توریت پڑھی ہے۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ :- قارئین کرام! مولوی صاحب نے جھوٹ بولنے کی حد کر دی ہے ایک ہی جھوٹ کو بار بار دہراتا ہے یہی سوال مفتی موصوف نے اپنے جھوٹ نمبر ۴ میں لکھا ہے۔ جسکا جواب تفصیل کے ساتھ سوال نمبر ۴ میں دیا گیا ہے۔ لیکن صرف ایک دو باتیں قارئین کے لئے تحریر کی جاتی ہیں تا کہ مفتی موصوف کا جھوٹ قارئین کرام پر عیاں ہو۔

قارئین کرام! اگر یہ مان لیا جائے کہ تمام انبیاء ہی اُمّی تھے اور صرف اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا فرمایا تھا جیسا کہ مولوی معترض کا عقیدہ ہے تو پھر آنحضرتؐ کی خاص برتری ختم ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا: ''اَنَــا النَّبِــیُّ الْاُمِّــی'' (الجامع الصغیر جزء ۱، صفحہ ۱۰۷) ''کہ میں ہی نبی اُمی ہوں''

رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ صرف میں ہی نبی اُمّی ہوں بخلاف دیگر تمام انبیاء کے کہ وہ

پڑھنا بھی اور لکھنا بھی جانتے تھے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام السّید معین بن صفی اپنی کتاب تفسیر جامع البیان میں آیت:

كَذَالِكَ لِنُثَبِّتُ بِهٖ فُوَادَكَ (الفرقان:۳۲) کے ماتحت لکھا ہے:

''**اِنَّكَ اُمِّىٌّ بِخِلَافِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّهُمْ مُتَمَكِّنُوْنَ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ.**''

کہ اے محمدؐ تو اُمی ہے بخلاف دیگر انبیاء کے کہ وہ پڑھنا بھی اور لکھنا بھی جانتے تھے۔

مفتی صاحب جواب دیں کہ کیا شیخ الاسلام جھوٹ بول رہے کہ رسول کریمؐ کے علاوہ تمام انبیاء لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے۔ لیکن ان کو اس سے کیا۔ موصوف نے تو جھوٹ بولنے کی قسم جو کھائی ہے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام سَلَف صالحین کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر برتری ثابت کر رہے ہیں لیکن مفتی صاحب ہیں جو مرزا صاحب کی دُشمنی میں اندھے ہو کر ہمارے آقا و مطاع حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیؐ کی ذات پر حملے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مفتی صاحب موصوف کا اس میں کوئی ذاتی مقصد نہیں ہے۔ موصوف تو بغض و عناد میں اندھے ہو کر اپنے مقتداء رشید احمد گنگوہی کی پیروی کرتے ہیں۔ ذرا سُنئے کہ رشید احمد گنگوہی ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتے ہیں:

''نماز کے دوران میں زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اُسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآبؐ ہی ہوں اپنی ہمّت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔'' (صراط مستقیم صفحہ ۸۶ تا ۸۹ مترجم اردو بار دوم مطبوعہ جید پریس دہلی مصنفہ مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی)

قارئین کرام یہ وہی رشید احمد گنگوہی ہے جنکی وفات پر ایک مرثیہ میں انہیں بانئ اسلام

کہا گیا ہے۔

زبان پر اھل اھواء ہو کیوں اُعلُ ھُبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

حوائج دین و دنیا کی کہاں لے جائیں ہم پیارے
گیاوہ قبلہ حاجات روحانی وجسمانی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں زرِی ابن مریم

پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوں کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوقِ عرفانی

(مرثیہ رشید احمد گنگوہی محمود الحسن صدر مدرس دیو بند)

حقیقت پسند سید رشید رضا مفتی مصر اپنی مشہور کتاب ''الوحی المحمد ی'' میں لکھتے ہیں:

ثُمَّ يَرَى النَّاظِرُ أَنَّ سَائِرَا الْانبياءِ الْعَهْدِ الْقِدِيْمِ كَانُوا تَابِئِعِيْنَ لِلتَّوْرَاةِ مُتَعَبِّدِيْنَ بِهَا و اِنَّهُمْ كَانُوا يَتَدَارُ سُوْنَ تَفْسِيْرُهَا فِيْ مَدَارِسَ خَاصَّةٍ بِهِمُ وَبِاَبْنَائِهِمْ مَعَه عُلُوْمٍ اُخْرٰى فَلَا يَصِحُّ اَنْ يَذْكَرَ اَحَدُ مِنْهُمْ مَعَ مُحَمَّدٍo (دیکھئے صفحہ ۱۶،۱۳)

کہ ہر ایک غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ تورات میں ذکر شدہ انبیاء تورات کے پیرو اور اس پر عمل کرنے والے تھے اور وہ اسکی تفسیر بھی پڑھتے تھے اور علوم بھی سیکھتے تھے اسے سکولوں میں جو خاص ان کے لئے اور ان کے بیٹوں کے لئے بنائے جاتے تھے پس یہ جائز نہیں کہ ان میں سے کسی کو آنحضرتؐ کے مقابل ذکر کیا جائے۔

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء نے کسی نہ کسی کی شاگردی اختیار کی ہے اور

حضرت موسیٰؑ اور خضر کا واقعہ بھی مشہور ہے جسکا ذکر بخاری میں بھی تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ کہ موسیٰؑ نے خضر کی شاگردی اختیار کی۔

حضرت عیسیٰؑ کی شاگردی اختیار کرنے کے بارے میں سیدنا محمد مصطفیٰؐ کا فرمان ہے حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ:

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان عسىٰ ارسلت امهُ ليَتَعَلم.

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۳۹ مؤلف علامہ محمد بن ابراہیم شبلی مطبوعہ مطبع حجاز قاہرہ مصر)

کہ عیسیٰ علیہ السلام کو انکی ماں نے تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی عالم کے پاس بھیجا۔ بیسویں صدی کے شہرہ آفاق عرب سکالر جناب عباس محمود عقاد نے اپنی کتاب حیاۃ المسیح التاریخ وکشوف العصر الحاضر الحدیث الناشر دارالکتاب العربی بیروت لبنان) نے بڑی تحقیق کے بعد تحریر فرمایا:

والقول الراجح بين المورخين ان معلمى السيد المسيح في صباة كانوا من طائفة الفريسيين. (صفحه: ۵۲)

یعنی مورخین کے نزدیک جس قول کو سب سے زیادہ ترجیح حاصل ہے وہ یہ ہے کہ فریسیوں کا گروہ مسیح علیہ السلام کو بچپن میں پڑھاتا تھا۔

قارئین کرام! قرآن مجید کی تفاسیر حدیث شریف تاریخی حوالہ سے ثابت ہے کہ موسیٰؑ نے خضر علیہ السلام سے علم حاصل کیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے فریسیوں سے علم حاصل کیا مگر ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی روحانی علوم کسی انسان سے حاصل نہیں کئے بلکہ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کئے۔ یہی آپؐ کی شان حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے تحریر فرمائی ہے۔

اب آپ ہی فیصلہ فرماویں کہ اس میں جھوٹ کیا ہے اور اگر کسی نے جھوٹ بولا ہے تو کس نے جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لیا ہے؟

آٹھواں جھوٹ

مفتی صاحب موصوف کا آٹھواں بہتان کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کئے گئے مکہ، مدینہ قادیان۔ (ازالہ اوہام درروحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۴۰ حاشیہ)

قرآن مجید پڑھنے والا ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن مجید میں کہیں قادیان کا لفظ نہیں ہے اور عام وہ مسلمان جو قرآن مجید پڑھا ہوا نہیں ہے اس نے بھی کبھی تصور تک نہ کیا ہوگا کہ قادیان کا لفظ قرآن مجید میں ہوگا۔

دراصل مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ تنہا اتنا بڑا جھوٹ ہے پوری اسلامی بلکہ انسانی تاریخ میں ایسا صریح جھوٹ کوئی بھی نہ بولا ہوگا۔ بلا شبہ ہر مسلمان کو یہ حق ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مرزائیت کے شیطانی قلعہ پر سنگ باری کرتے ہوئے اس صریح جھوٹ کا خوب خوب اعلان کرے۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ :۔مفتی صاحب موصوف کے اس جاہلانہ بہتان کا جواب:

واہ رے جوش جہالت خوب دکھلائی ہے رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

(حضرت مسیح موعودؑ)

دشمنی ایک ایسا زہر ہے جس سے عقل انصاف خوف خدا زائل ہوتا ہے اور مفتی صاحب بھی اسی کا شکار ہوئے ہیں۔جس کتاب سے مفتی صاحب نے صرف نصف فقرہ لے کر لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ وہاں پر صاف لکھا ہے کہ یہ کشفی حالت ہے اور خواب کو

ظاہر پرمحمول کرنا پرلے درجے کی سفاہت اور نادانی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی یہ عظیم دلیل ہے۔ کہ آپ نے خواب میں جو دیکھا اسی کو بیان فرمایا۔ کیا خواب میں قادیان کا نام قرآن میں دیکھنے سے ''کذب پروری'' ہے اگر ہے تو ذرا بتلائیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ انہیں سورج اور چانداور گیارہ ستارے سجدہ کر رہے ہیں کیا اسکو ظاہر پرمحمول کیا جاتا ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے۔ کہ تمہیں سورج اور چاند کیونکر سجدہ کر سکتے تھے۔ پھر حضرت رسول کریمؐ نے بحالت کشف سونے کے کنگن اپنے ہاتھوں میں دیکھے تو کیا آپؐ نے واقعی سونا پہن لیا تھا اور یوں شریعت اسلامیہ کے خلاف عمل کرلیا تھا۔ اور آپؐ نے جنگ اُحد کے شہداء کو گائیوں کی شکل میں دیکھا (مسلم باب الرویاء) کیا وہ واقعی گائیں ہو گئے ہرگز نہیں۔ الغرض مفتی صاحب نے کشف کو ظاہر پرمحمول کر کے اعتراض کرنے سے اپنی ایمانداری کا جنازہ نکال دِیا ہے۔

خواب کو ظاہر پر چسپاں کر کے مفتی صاحب موصوف نے ایمانداری کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔

مولوی نذیر قاسمی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ ''اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ '' کہ جو شخص تجھے رسوا کرنا چاہتا ہے میں اسکو خود رسوا کرونگا اور جو تیری طرف جھوٹ منسوب کریگا وہ خود جھوٹا ثابت ہو جائیگا اب دیکھ لے کہ اس خدا کے مقدس نبی پر تو نے جھوٹ کا الزام لگایا اور تیرا دعویٰ اور تیرا یقین اور تیری بصیرت قارئین کرام پر ظاہر ہوگئی۔ اور سب سے بڑا جھوٹا کون ہے واضح ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کشف کے متعلق ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ''**انا انزلناہُ قریبًا من القادیان**'' تو

میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے کہ مجھے دکھلایا گیا تھا۔اوراس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں۔قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور اس الہامی فقرہ کو ان کی زبانی قرآن شریف میں پڑھتے سُنا تو اُسمیں یہ بھید مخفی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔یعنی اُن کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے ۔ اُسکے عجائباتِ قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں۔ کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے۔ بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء اُسکے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں۔اور ایک ذلیل حقیر انپڑھ جاہل نالائق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ ہمیشہ سے اُسکی کچھ ایسی ہی عادت ہے اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔''**ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء.**'' (ازالہ اوہام صفحہ ۳۲ طبع سوم)

اس اقتباس نے مولوی نذیر حسین قاسمی کی چال بازی ظاہر کر دی ہے کہ انہوں نے

محض دھوکہ دینے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کا صرف نصف فقرہ نقل کر کے عام انسانوں کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اُسکی بطالت واضح ہے اور قارئین کرام کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لوگ محض دھوکا بازی سے کام لے کر حضور علیہ السلام پر جھوٹ کے الزام لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دراصل خود دروغ گو ہیں۔ (**فلعنة اللّٰہ علی الکاذبین**)

نوواں جھوٹ

مفتی صاحب کا نوواں بہتان لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''تمام نبیوں کی کتابوں اور ایسا ہی قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لیکر آخر تک دنیا کی عمر سات ہزار سال رکھی ہے۔'' (لیکچر سیالکوٹ در روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ: ۲۰۷)

پھر آگے مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا نے یہی قولِ کاذب دوسری جگہ یوں لکھا ہے کہ ''اور قرآن شریف سے بھی صاف طور پر یہی نکلتا ہے کہ آدم سے آخیر تک عُمر بنی آدم سات ہزار سال ہے اور ایسا ہی پہلی تمام کتابیں باتفاق یہی کہتی ہیں۔

(لیکچر سیالکوٹ در روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۲۰۹)

قرآن مجید اور تمام سابقہ کتابوں میں ایسا کہیں نہیں ہے یہ بالکل جھوٹ اور صریح جھوٹ ہے۔

جواب::

صدق المسیح الموعودؑ:- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ. (سورة المعارج: ۸-۷)

یعنی فرشتے اور روح اسکی طرف ایک ایسے دن میں صعود کرتے ہیں۔ جسکی گنتی پچاس ہزار سال ہے۔

یہاں جس بلندی کا ذکر فرمایا گیا ہے اس پر ایک ایسی سائینسی شہادت ملتی ہے جسکا اس سورت میں خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ والی آیت میں ذکر ہے کہ فرشتے اسکی طرف پچاس ہزار سال میں عروج کرتے ہیں اب پچاس ہزار سال میں عروج کرنے کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔

اوّل ظاہراً پچاس ہزار سال اگر یہ معنی لئے جائیں تو اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ دنیا میں پچاس ہزار سال بعد موسمی تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ ساری زمین برفانی تو دوں سے ڈھک جاتی ہے اور پھر از سر نو تخلیق کا آغاز ہوتا ہے۔

دوسرے یہ قابل توجہ بات ہے کہ یہاں مِمَّا تَعُدُوْن نہیں فرمایا قرآن کریم کی ایک دوسری آیت جس میں ایک ہزار سال کا ذکر ہے وہ اسکے ساتھ ملا کر پڑھی جائے تو مطلب یہ بنے گا کہ جو تم لوگوں کی گنتی ہے اسکے اگر ایک ہزار سال شمار کئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کا ہر دن اس ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور اگر ہر دن کو سال کے دنوں سے ضرب دی جائے تو پھر اس کو پچاس ہزار کے دنوں سے ضرب دی جائے تو جو اعداد بنتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دنوں کی مدّت کی تعیین کرتے ہیں پس اس حساب سے اگر پچاس ہزار سال سے جو اللہ تعالیٰ کے دن ہیں اُسے ضرب دی جائے تو اٹھارہ سے بیس بلین سال بن جائیں گے جو سائینسدانوں کے نزدیک کائنات کی عمر ہے۔

18,25,00,00,000 = 365 x 50,000 x 1,000

یعنی ہر کائنات اس عمر کو پہنچ کر پھر عدم میں ڈوب جاتی ہے اور اسکے بعد پھر عدم سے وجود میں آتی ہے۔

نیز فرمایا:

وَيَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ ربّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَo (سورة الحج : ۸-۲۲)

یعنی اور وہ تجھ سے جلد تر عذاب مانگتے ہیں جبکہ اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا اور یقیناً تیرے رب کے پاس ایسا بھی دن ہے جو اس شمار کے مطابق جو تم کرتے ہو ایک ہزار برس کا ہے۔

اب جہاں تک دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے یہ استنباط تورات کی کتاب پیدائش

باب نمبر ایک اور نمبر۲ کو پیشِ نظر رکھ کر کیا گیا ہے اس میں مذکور ہے:

’’کہ یہ کائنات چھ دن میں معرض وجود میں آئی اور ساتویں دن کے بارے میں لکھا ہے کہ خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اُسے مقدس ٹھہرایا۔ (پیدائش ۳-۲) اور اس مؤقف پر تمام نبیوں کو اتفاق ہے۔‘‘

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’دوسری حدیثوں سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا کی سات ہزار سال ہے اور قرآن شریف کی آیت سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے (جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان یومً عندربک کالف سنة مّمّا تُعُدُون. (الحج:۴۸)

یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے پس جبکہ خدا تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں پس اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے۔

چنانچہ کنز العمال میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے

الدُّنیا جمعة من جمع الاخرة سبعة الاف سنة

(کتاب خلق العالم جلد۶ صفحہ:۱۶۱ روایت نمبر ۱۵۲۲۲)

یعنی دنیا جمعہ ہے اور آخری جمعہ کے سات ہزار سال ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

الدنیا کلھا سبعة ایام من ایام الاٰخرة.

(الدیلمی عن انس کنز العمال جلد۶ صفحہ ۱۵۷ روایت ۱۵۲۱۴)

یعنی اس دنیا کی کل عمر سات دن ہے آخرت کے ایام میں سے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ...
اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ. (سورة یونس رکوع: ۱۰ آیت: ۴)

یعنی یقیناً تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا وہ ہر معاملہ کو تدبیر سے کرتا ہے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں مگر اسکی اجازت کے بعد یہ ہے اللہ تمہارا رب۔ پس اسی کی عبادت کرو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرو گے؟

پس مذکورہ حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ جمعہ سے مُراد سات دن ہیں جیسے اردو میں ایک ہفتہ سات دن کا ہوتا ہے یعنی انسانیت پر اس دُنیا میں جو ادوار آتے ہیں وہ ایک ایک جمعہ کے ہوتے ہیں اور آخری جمعہ بھی سات ہزار سال کا ہے۔

اسکے بعد ہر ایک اللہ سے ڈرنے والے انسان کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا بالکل سچ اور حق پر مبنی ہے۔

نویں صدی ہجری تک تیس جھوٹے نبی آکر اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے۔

قارئین کرام! جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے مثلاً حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلمہ تبدیل کیا۔ نیا دین لایا، رسول اللہؐ کی توہین کی دیگر انبیاء کی توہین کی الغرض کوئی ایسا الزام نہیں جو بانیٔ جماعت احمدیہ پر مخالفین کی طرف سے نہ لگایا گیا ہو ایک الزام یہ بھی لگایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے یہ نعوذ باللہ رسول کریمؐ کی حدیث ''سیکون فِیْ امَّتِی ثَلٰثُوْنَ کذّابون'' کے مصداق ہیں۔ یعنی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہونگے۔ اُن میں سے ہر ایک اپنے آپکو نبی خیال کریگا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

جواب اوّل:- اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ جو بھی اب آپکے بعد

قیامت تک نبوت کا دعویٰ کرے وہ ضرور جھوٹا ہے۔ کیونکہ آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعودؑ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کے معزز ترین لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو (صحیح مسلم جلد الثانی صفحہ ۴۰۱ قدیم ایڈیشن عربی) اور تیس کی تعیین بھی بتا رہی ہے کہ کوئی سچا بھی آسکتا ہے۔

دوسرے:- واضح رہے کہ اس حدیث کا مضمون آج سے قریباً ۵۵۰ (ساڑھے پانچ سو) سال پہلے پورا ہو چکا ہے اور مذکورہ ۳۰ دجال و کذاب گذر چکے ہیں جیسا کہ شرح مسلم میں لکھا ہے:

فانه لَوْ عُدَّ مَنْ تَنَبَّآ من زمنه صلی اللّٰه علیه وسَلَّمَ لبلغَ هذا العدد کہ اگر جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا شمار کیا جائے تو یہ تعداد ۳۰ کی پوری ہو چکی ہے۔ اور تاریخ اسلام سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص اسے جانتا ہے اگر شرح کے لمبا ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو ہم ان کے نام بھی لکھ دیتے۔ (شرح مسلم لابی مالکی وسنوسی جلد ۷ صفحہ ۲۵۸ مصری)

اور نواب صدیق حسن خان صاحب بھی اس موضوع پر تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۳۰ کذّابوں والی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۲)

نواب صدیق حسن خان صاحب کی عبارت سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

1. حافظ ابن حجر نے کہا کہ وہ حدیثیں جن میں ۳۰ یا ۷۰ کذّابوں کی خبر آئی ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے ضعیف ہیں۔
2. اگر صحیح بھی ہوں تو یہ اصل تعداد نہیں سمجھی جائیگی بلکہ اسے مبالغہ پر محمول کیا جائیگا۔ نیز اس میں نبوت کے دعویٰ کی شرط نہیں ہے۔
3. اصل تعداد کذابوں کی ۲۷ ہے جو مسند امام احمد میں عمدہ سند سے بیان ہوئی ہے۔
4. بخاری کی حدیث کے الفاظ ۳۰ کے قریب کذاب ہونگے اسکے موئید ہیں کہ اصل تعداد کذابوں کی ۲۷ ہے۔

اور ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ یہ ۳۰ کذابوں کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور اب سچے نبی کی آمد کا وقت ہے کیونکہ صبح کاذب کے بعد ہمیشہ صبح صادق کا طلوع ہوتا ہے۔ بقول استاذ ذوق:

مقدم صدق پر ہے کذب گرچہ صدق فائق ہے
کہ پہلے صبح کاذب اور پیچھے صبح صادق ہے

قارئین کرام! اگر بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بقول مخالفین احمدیت جھوٹے ہوتے تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی آیت:

وَلَوْ تقوّل علینا بعض الاقاویل...کی روشنی میں خود انہیں تباہ و برباد کر دیتا۔ حضورؑ خود فرماتے ہیں:

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

قارئین کرام! اب تک آپ نے مولوی نذیر احمد قاسمی کے ان من گھڑت الزامات کے جوابات قرآن، حدیث اور بزرگان سلف اور تاریخ کے حوالہ سے ملاحظہ فرمالئے ہیں۔ اب آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ذرا دیوبندیوں کا اصلی چہرہ بھی اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمالیں۔

دیوبندیوں کے عقائد

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے کلمۂ توحید کا اعلان کرنا زبان سے اور پھر عمل سے اسکی تصدیق کرنا ضروری ہے اور وہ کلمہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

اب ذرا دیوبندی کلمہ اور درود دیکھئے:

دیوبندی فرقہ کے قابل احترام بزرگ مولوی اشرف علی تھانوی کو اُن کے ایک مُرید نے لکھا کہ:

''کچھ عرصہ ہوا خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** پڑھتا ہوں **مُـحَـمَّد رَسُوْلُ اللّٰه** کی جگہ حضور (مولوی اشرف علی تھانوی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہیئے اسی خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں...لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرف علی نکل جاتا ہے...کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں ''**اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سيّدنا و نَبِيِّنَا مَولَانَا اشرف علی.**''

اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کو یہ جواب نہیں دیا کہ کلمہ شریف پڑھتے ہوئے اشرف علی رسول اللہ پڑھنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور یہ شیطانی خواب ہے بلکہ کہا یہ خواب بالکل ٹھیک ہے۔

(دیکھو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ: ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون)

اشرف علی رسول اللہ کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر بزرگوں کے کلمے بنانا بھی دیوبندیوں کی ایک عادت اور اُن کے دین کا حصہ ہے چنانچہ اسی طرح ایک مقام پر گنگوہی صاحب کا بھی

کلمہ لکھا ہے ملاحظہ فرمائیے کہ کس شان سے دیوبندی گنگوہی صاحب کو رسول اللہ کہتے ہیں:

''بعض بزرگوں کو بعض مواقع ضرورت پر عادت ہوتی ہے کہ طالب کی ارادت اور اعتقاد کا اس طریق پر امتحان کرتے ہیں کہ کوئی فعل یا قول ایسا کہتے اور کرتے ہیں جسکا ظاہر باطن کے خلاف ہوتا ہے جیسا شیخ صادق گنگوہیؒ نے ایک طالب کے سامنے کہہ دیا لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ صادق رسول اللہ ۔(شریعت وطریقت مولانا اشرف علی تھانوی مرکزی ادارہ تبلیغ دینیات جامع مسجد دہلی صفحہ:۴۲۵ دوسرا ایڈیشن مطبوعہ اپریل ۱۹۸۱ء)

دیو بندی جو عشقِ رسول کے دعویدار ہیں ان کے عشقِ رسول کی حقیقت سُنئے دیو بندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی بانیٔ اسلام کے ثانی تھے اسی طرح انہوں نے گنگوہی کو آنحضرتؐ کے مقابل پر لا کھڑا کیا ہے۔شیخ الہند مولانا محمد حسن خلیفۂ برحق مولوی رشید احمد گنگوہی۔''

گنگوہی صاحب کی وفات پر انکا مرثیہ لکھتے ہوئے یوں گل افشائی کرتے ہیں:

زبان پر اہل اہواء کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

یہ ہے دیوبندیوں کا عشق رسول کہ رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہتے ہیں اسی طرح شیخ محمود حسن اس قصیدہ میں مزید لکھتے ہیں:

وفات سرورِ عالم کا نقشہ آپکی رحلت
تھی ہستی گر نظیرِ ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ صفحہ:۱۱)

مذکورہ شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات آنحضرتؐ کی وفات قرار دی گئی ہے اور صاف لکھا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات آنحضرتؐ کی وفات کا نقشہ کھینچتی ہے۔ گویا رشید احمد گنگوہی آنحضرتؐ ہو گئے اور اس وقت موجود ان کے ساتھی رشید احمد گنگوہی

کے صحابہ ہو گئے اسی اعتبار سے محمود حسن صاحب نے اپنے آپ کو حضرت ابوبکرؓ کے سفاہل پر کھڑا کرتے ہوئے خود کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ برحق لکھا۔

چنانچہ مرثیہ کے ٹائٹل پیج پر جہاں محمود حسن صاحب کا نام درج ہے لکھا ہے:

مرثیہ

چکیدۂ قلم فیض رقم علامہ فروع و اصول جامعہ معقول ومنقول حضرت
مولانا محمود حسن صاحب خلیفۂ برحق مولانا رحمۃ اللہ علیہ

یہی وجہ ہے کہ محمود حسن صاحب گنگوہ کو کعبہ سے بھی افضل سمجھتے ہیں لکھتے ہیں:

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوقِ عرفانی

(مرثیہ صفحہ:۱۳)

واہ کیا خوب ہے دیوبندی ایمان مزید سُنئے:

دیوبندی بزرگ حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے تو یہاں تک فرمایا ہے:

''یہ فقیر جہاں رہیگا وہیں کعبہ اور مدینہ اور روضہ ہے۔''

(خیرالافادات ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی ناشر ادرہ اسلامیات لاہور اگست ۱۹۸۲ء)

واہ رے دیوبندیو! تمہارے عشقِ رسول کے دعوے۔ تم نے عشقِ رسول کے ساتھ ساتھ مکہ مدینہ اور روضۂ شریف سے بھی خوب عشق کیا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہاں محمدؐ کے عاشق جوان عُشاق رسول سے پوچھیں کہ عشق محمدؐ کے نام پر تم نے کیسے کیسے گل کھلائے ہیں خود تو ایسا عقیدہ رکھ کر بھی عشاق رسول اور دوسروں کو رسول اللہؐ کی توہین کرنے والے بتاتے ہیں۔

دیوبندی اپنے پیرومُرشد گنگوہی صاحب کی یہ عبارت کیسے بھول گئے وہ عبارت درج ذیل ہے:

''سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتبّاع پر۔'' (تذکرہ الرشید جلد نمبر۲ صفحہ ۱۷ مؤلف عاشق الٰہی میرٹھی)

اب انصاف پسند قارئین کرام غور فرمالیں کہ کیا اس دور میں نجات مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی پیروی سے ملتی ہے یا اب بھی نجات کے لئے آنحضرتؐ کی پیروی لازمی ہے کیا یہ دیوبندیوں کی سراسر توہین رسولؐ نہیں ہے۔

قارئین کرام! اب دیوبندیوں کے خیالات بھی قرآن مجید کے متعلق سُنئے جنکی نصیحت یہ ایک دوسرے کو کرتے ہیں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ بحالت خواب قرآن پر پیشاب کرنا اچھا ہے نعوذ باللہ اللہ بچائے دیوبندیوں کے اس عقیدے سے۔

''ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔ حضرت نے فرمایا بیان تو کرو ان صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں حضرت نے فرمایا یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔'' (افاضات یومیہ تھانوی صفحہ ۱۳۳ فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۱۰۹ و مزید المجید تھانوی صفحہ ٦٦ سطر ۲۳)

پھر دیوبندی کہتے ہیں قرآن مجید کو پاؤں تلے رکھنا جائز ہے لکھا ہے:

''کسی عذر سے قرآن مجید کو قارورات میں ڈال دینا کُفر نہیں رخصت ہے اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اوپر مکان سے کھانا اُتار لینا درست ہے اور بوقت حاجت قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے۔'' (تحریف اوراق صفحہ:۴ بحوالہ وہابی نامہ صفحہ:۳۵)

قرآن مجید کی حد درجہ توہین کرنے والے یہ دیوبندی خدا جانے کس طرح معصوموں پر توہین قرآن کے الزام لگاتے ہیں۔اے دیوبندیو مذکورہ حوالوں کو بار بار پڑھو اور خشک دیوبندیت سے توبہ کر کے سچے امام مہدی کو قبول کرلو تا کہ تمہیں قرآن مجید کا صحیح عرفان نصیب ہو۔ دیوبندی تو حضرت امام حُسین درکنار ان کے والد محترم خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کی بھی ہتک کے مرتکب ہوئے حضرت علیؓ کے متعلق آنحضرتؐ کا فرمان ہے:

اَنَا خَاتمُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنْتَ یَا عَلِیْ خَاتَمُ الْاَوْلِیَآءِ.

(تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین)

کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی تو خاتم الاولیاء ہے۔جبکہ دیوبندی خاتم کے معنی کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر لازماً خاتم الاولیاء کے معنی ہوں گے کہ حضرت علی کے بعد کوئی ولی نہیں آسکتا۔لیکن جو مرثیہ محمود حسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھا ہے اسکے ٹائیٹل پیج پر مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق خاتم الاولیاء لکھ کر حضرت علیؓ کی صریح ہتک کی ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ باپ کو نہیں بخشتے وہ بھلا بیٹوں کو کہاں بخشیں گے؟ چنانچہ مرثیہ کے ٹائیٹل پیج پر ذیل کی عبارت غور سے پڑھیں۔

''حضرت قطب العالم خاتم الاولیاء والمحد ثین فخر الفقھاء والمشائخ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل مطالع العالم جناب مولانا سید رشید احمد گنگوہی کی وفات حسرت آیات پر مرثیہ''

ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ اسمیں حضرت علی کے ساتھ ساتھ تمام محدثین کرام کی بھی ہتک کی گئی ہے ساتھ ساتھ دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کو ماوائے جہاں۔مخدوم الکل اور مطاع العالم لکھ کر آنحضرتؐ کی بھی توہین کی ہے ہمارے نزدیک یہ خطاب صرف اور صرف آنحضرتؐ کے ہیں۔

دیوبندیوں کے پیرومرشد مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں اُنہوں نے مجھے کہا تو میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ کم سِن عورت ہاتھ آنے والی ہے۔'' (رسالہ الامداد صفر ۱۳۲۵ھ)

ملاحظہ فرمائیے دیوبندیوں کی سراسر توہین حضرت عائشہ گھر میں آنے والی ہیں یہ ایک خواب ہے جسکی تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ نیکی تقویٰ اور تفقہ فی الدین اس گھر میں ترقی کریگا لیکن حضرت عائشہ کے خیال سے ایک کم سِن عورت کا خیال واہ رے دیوبندی نیّت تعجب ہے خواب دیکھنا تو بے اختیاری ہے اور بے بسی کی بات ہے لیکن تعبیر کرنا تو انسان کی اپنی عقل سمجھ میں ہے۔

اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی نسبت دیوبندیوں کے پیرومرشد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

''ہم ایک دفعہ بیمار ہوگئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہؓ کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہوگئے۔'' (الافاضات الیومیہ جلد نمبر ۷ صفحہ: ۲۴۰)

دیوبندی اس حوالہ پر کہتے ہیں کہ بھلا یہ بھی کوئی قابل اعتراض بات ہے حضرت فاطمہ نے خواب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو مادرِ مہربان کی طرح چمٹایا ہے حالانکہ اس حوالہ میں مادرِ مہربان کا کوئی لفظ نہیں لیکن حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے متعلق باوجود یہ کہ آپ کے کشف کی عبارت میں صاف لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے مادرِ مہربان کی طرح آپؑ کو اپنی گود میں رکھ لیا۔ پھر بھی اپنی گندی نیتوں کا اظہار ناپاک اعتراضات کی صورت میں کرتے رہتے ہیں۔

مرزا صاحب کا وہ حوالہ جو دیوبندی چھپایا کرتے ہیں اُسے ہم ذیل میں درج کرتے

ہیں۔لکھا ہے کہ:

''دیکھا تھا کہ حضرت پنج تن سید الکونین فاطمۃ الزہرا حضرت علیؓ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہؓ نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔'' (تحفہ گولڑویہ صفحہ:۳۰)

اب قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ اگر یہ توہین ہے تو اس توہین کا زیادہ مرتکب کون ہے؟

دیوبند خود انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے نہ کہ احمدیہ جماعت

دیوبندیوں نے نہ صرف انگریزوں کی ہر طرح مدد کی ہے بلکہ انگریزوں سے طرح طرح کے فائدے بھی حاصل کئے ہیں جنہیں چھپانے کے لئے اب یہ احمدیوں کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہتے ہیں:

دارالعلوم دیوبند کے رسالہ ''دیوبند کی مختصر تاریخ''، مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۱۷ء پرنٹنگ ورکس دہلی میں لکھا ہے:

''ہر مومن مسلمان سے استدعا ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کے لئے جسکی عہد حکومت میں ہر فردِ بشر نہایت عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہا ہے اور اسکی عطا کردہ آزادی اسلامی جمنستان سر سبز و بارآور ہے ضرور دن رات اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غرض ہر لمحہ اور ہر ساعت میں دعا کریں کہ اے خدا تو ہمیشہ ہمیش کے لئے حکومت انگریز کو مسندِ حکومت پر قائم رکھ۔''

یہ ہیں دیوبندی مولویوں کی انگریزی حکومت کی وفاداریوں کے اعلان اور ایسے اعلان کیوں نہ ہوتے جبکہ یہ اس حکومت کے تحت نہایت عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے مثالیں۔

باقاعدہ اس غرض کے لئے دیوبندیوں کو تنخواہیں ملتی تھیں کہ وہ انگریز حکومت کی موافقت واعانت میں آوازیں اُٹھائیں۔

سوانح حیات مولانا محمد احسن نانوتوی جسے مکتبہ عثمانیہ کراچی پاکستان نے شائع کیا ہے میں مؤلف کتاب نے اخبار انجمن پنجاب لاہور مجریہ ۱۹ فروری ۱۸۷۵ء کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ ۳۱ رجنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لفٹننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمّٰی پامر نے مدرسہ دیوبند کا معائنہ کیا اسکا ذکر کرتے ہوئے کتاب میں لکھا ہے۔

''جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزار روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہورہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہوار تنخواہ لیکر کرتا ہے وہ یہاں مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کررہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد ومعاونِ سرکار رہے۔''

(مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷ بحوالہ زلزلہ صفحہ: ۹۴)

پس دیوبندیوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ ہم تھوڑی رقم کے عوض میں سرکار انگریزی کی غلامی کررہے ہیں چنانچہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

''مدرسہ دیوبند میں کارکنوں کی اکثریت ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم حال پنیشنر تھے۔''

(حاشیہ سوانح قاسمی صفحہ ۲۴۷ بحوالہ زلزلہ صفحہ: ۹۶)

اسی طرح یہ بات یہ خاص وعام کو معلوم ہے کہ جنگ عظیم دوم میں متحدہ ہند ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کو شامل کرنے کے لئے انگریز نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتووں سے ہی فائدہ اُٹھایا۔

(پیسہ اخبار لاہور ۱۱ رمئی ۱۹۱۸ء)

پس تاریخ کی یہ منہ بولتی شہادتیں کھول کھول کر بتا رہی ہیں کہ انگریزوں کے دورِ حکومت میں دیوبندی انگریزوں کے غلام، نوکر، ملازم، پینشنر رہے ہیں احمدی نہیں!

یہی نہیں ندوۃ العلماء لکھنؤ جو دیوبندی مسلک کے لوگوں کا ہی ایک ادارہ ہے اس ادارے کا سنگ بُنیاد بھی ایک انگریز نے رکھا تھا۔ چنانچہ رسالہ الندوہ میں لکھا ہے:

۲۸؍نومبر ۱۹۰۸ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بُنیاد ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ سر جان سکاٹ یہوس کے سی ایس آئی ای نے رکھا تھا۔ (الندوۃ دسمبر نمبر ۱۹۰۸ء)

اسی طرح رسالہ الندوہ میں مزید لکھا ہے:

''علماء (دیوبند ندوہ) کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکات سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔'' (الندوہ جولائی ۱۹۰۸ء)

پس صاف کہو کہ اب دیوبندی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے یا احمدی۔ چنانچہ تاریخ اس امر کی شہادت بھی دیتی ہے کہ اگر ایک طرف دارالعلوم دیوبند والے گورنمنٹ برطانیہ کے نوکر تھے تو دوسری طرف ندوہ کو سالانہ چھ ہزار روپے انگریز حکومت کی طرف سے گرانٹ ملتی تھی۔

اسی لئے باقاعدہ جلسوں میں ملکہ وکٹوریہ کو ''ظلّ سُبحانی'' اور ''سایۂ حق'' تک کہا جاتا تھا چنانچہ ان دنوں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں پڑھی جانیوالی نظم کا ایک شعر یوں بھی تھا:

سایہ حق اپر تھا خود ظلّ سبحانی تھی یہ
سارے عالم میں بڑی یکتا مہارانی تھیں یہ

(اجلاس انجمن حمایت اسلام منعقدہ اکتوبر ۱۹۰۳ء بمقام امرتسر پنجاب)

اُس زمانہ میں اسی تعریف کے بل بوتے پر یہ دیوبندی مولوی انگریزوں سے سالانہ گرانٹیں اور جاگیریں حاصل کیا کرتے تھے۔ لیکن اسکے بالمقابل کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی انگریزوں سے اپنے لئے یا جماعت احمدیہ کے لئے کسی قسم کا کوئی فائدہ اُٹھایا بلکہ جس ملکہ کو یہ ظلِ سبحانی اور سایہ خدا جیسے القابات سے نوازتے تھے اس کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تبلیغ اسلام کرتے تھے چنانچہ آپؑ نے ملکہ کو مخاطب کرکے لکھا:

''اے ملکہ توبہ کر اور اس خدا کی اطاعت میں آجا جسکا نہ کوئی بیٹا ہے نہ شریک اور اسکی تمجید کر.... اے زمین کی ملکہ اسلام قبول کرتا تو بچ جائے... آمسلمان ہوجا۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۳۴)

پس اب فیصلہ انصاف پسند بھائیوں کے ہاتھ میں ہے کہ وہ سوچیں کہ کیا انگریز دیوبندیوں کو اپنا غلام بنائیں گے یا احمدیوں کو جو ایک طرف تو اُن کے خدا یسوع مسیح کو مردہ ثابت کررہے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کی ملکہ کو اسلام قبول کرنے کے دعوت دے رہے ہیں۔

آخری نصیحت

پس اے مولوی صاحب تم اور تمہارے ہمنوا مولویوں کو چاہیئے کہ وہ مخالفت چھوڑ کر اس نیک کام میں شامل ہوں۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹے الزامات لگانا چھوڑ دیں کیونکہ یہ جھوٹ اور مخالفت آپکے کسی کام نہ آئیگی بلکہ قیامت کے روز آپ کے لئے روسیاہی کا ایک داغ بن جائیگی۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جسکو مالک

حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے...اے لوگو تم یقیناً سمجھو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کریگا اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعا کریں یہاں تک کہ سجدہ کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جبتک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے...پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا...جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اسوقت بھی فیصلہ کریگا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ: ۱۴-۱۳)

اللہ تعالیٰ رُوئے زمین پر اسلام کا بول بالا کرے اور ہر ایک کو مامور زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعِلِیْمُ

خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ

باسط رسول ڈار

مدرس جامعہ احمدیہ قادیان